ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

یہ مسجدِ اقصیٰ

یہ قبلۂ اوّل پہ عجب وقت پڑا ہے، تکبیر کے نغمے، نہ موذّن کی صدا ہے

تجوید، نہ تسبیح، نہ منبر پہ وہ خطبے خاموش در و بام ہیں سنسان فضا ہے

سب عالمِ حیرت میں ہیں ہیکل ہو کہ صخرا زیتون کی وادی ہے کہ گنجِ شہدا ہے

ہیں سوگ میں ڈوبے ہوئے نابلس و اریحا القدس کے اطراف میں اک حشر بپا ہے

محرابِ حرم نالہ و فریاد سراپا یہ مسجدِ اقصےٰ ہے کہ اک بزمِ عزا ہے

اردن ہے کہ ہے مشہدِ اکبر کا نمونہ پانی کی طرح خونِ مسلماں کا بہا ہے

جس قوم پہ قرنوں سے ہے اللہ کی پھٹکار اُس قوم کو اب فتح کا اعزاز ملا ہے؟

ہیں ارضِ مقدس پہ یہودی متصرف اے غیرتِ حق حشر میں اب دیر ہی کیا ہے؟

کب آئیں گے اللہ کی نصرت لیے فرشتے

ہر ٹوٹے ہوئے دل کی یہ غمناک صدا ہے

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبیداللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

۷ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ ۱۲ جون ۱۹۷۰ء

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم *

مرتبہ
قاری فیوض الرحمٰن

(آخری قسط)

شیخ ابن قیمؒ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ یہ مضمون لکھنے کے بعد آخر میں کسی عارف کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ جو شیطان یا نفسِ امّارہ کے اغوا سے غلط راستے پر پڑ گئے تھے اور سرکشی و نافرمانی کے جراثیم ان کی روح میں پیدا ہونے لگے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "وہ عارف کسی گلی سے گذر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک گھر کا دروازہ کھلا اور ایک بچّہ روتا چلّاتا ہوا اس میں سے نکلا اس کی ماں اس کو گھر سے دھکّے دے دے کر نکال رہی تھی جب وہ دروازہ سے باہر ہو گیا تو ماں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ بچہ اسی طرح روتا چلّاتا، بکتا بڑبڑاتا کچھ دُور تک گیا، پھر ایک جگہ پر پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ اور سوچنے لگا کہ مَیں اپنے ماں باپ کے گھر کے سوا کہاں جا سکتا ہوں اور کون مجھے اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ یہ سوچ کر ٹوٹے دل کے ساتھ وہ اپنے گھر کی طرف لَوٹ پڑا۔ دروازہ پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے تو وہ پھر وہیں چوکھٹ پر سر رکھ کر پڑ گیا اور اسی حالت میں سو گیا۔ ماں آئی، اس نے دروازہ کھولا اور اپنے بچّے کو اس طرح چوکھٹ پر سر رکھ کے پڑا دیکھ کے اس کا دل بھر آیا اور مامتا کا جذبہ ابھر آیا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، بچہ کو اٹھا کر سینہ سے لگایا۔ اور اس کو پیار کرنے لگی اور کہہ رہی تھی۔ بیٹے! تو نے دیکھا تیرے لئے میرے سوا کون ہے، تُو نے نالائقی، نادانی اور نافرمانی کا راستہ اختیار کر کے اور میرا دل دکھا کے مجھے وہ غصہ دلایا جو تیرے لئے میری فطرت نہیں ہے۔ میری فطرت اور مامتا کا تقاضا تو یہی ہے کہ مَیں تجھ سے پیار کروں اور تجھے راحت و آرام پہنچانے کی کوشش کروں، تیرے لئے ہر خیر اور بھلائی چاہوں، میرے پاس جو کچھ ہے تیرے ہی لئے ہے" ان عارف نے یہ ماجرا دیکھا اور اس بصیرت آموز واقعہ سے سبق لیا۔

اس قصّہ پر غور کرتے وقت بخاری و مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سامنے رکھئے "اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا۔" (خدا کی قسم! اللہ تعالےٰ کی ذات میں اپنے بندوں کے لئے اس سے زیادہ پیار اور رحم ہے جتنا کہ اس ماں میں اپنے بچہ کے لئے ہے)

یہ صحیح بخاری و مسلم کی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ ایک عورت تھی جو بڑے والہانہ انداز میں اپنے بچہ کو بار بار اٹھا کر سینے سے لگاتی اور دودھ پلاتی تھی۔ دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا تھا کہ مامتا کے جذبہ سے اس کا سینہ بھرا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ "خدا کی قسم! اللہ کی ذات میں اپنے بندوں کے لئے اس سے زیادہ پیار اور ترحّم ہے جتنا کہ اس ماں میں اپنے بچّہ کے لئے ہے"

کیسے بدبخت اور محروم ہیں وہ بندے جنہوں نے نافرمانی کی راہ اپنا کے ایسے رحیم و کریم پروردگار کی رحمت سے اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے۔ اور اس کے قہر و غضب کو بھڑکا رہے ہیں، حالانکہ توبہ کا دروازہ ان کے لئے کھلا ہوا ہے اور وہ اس کی طرف قدم بڑھا کے اللہ تعالےٰ کا وہ پیار حاصل کر سکتے ہیں جس کے سامنے ماں کا پیار کچھ بھی نہیں۔

اَجَلُّ ذُنُوْبِیْ عِنْدَ عَفْوِكَ سَیِّدِیْ
حَقِیْرٌ وَّاِنْ كَانَتْ ذُنُوْبِیْ عِظَامًا
وَمَا زِلْتَ غَفَّارًا وَمَا زِلْتَ رَاحِمًا
وَمَا زِلْتَ سَتَّارًا عَلَى الْجُرْمِ دَائِمًا
لَئِنْ كُنْتُ قَدْ تَابَعْتُ جَهْلِیْ فِی الْهَوٰی
وَقَفَیْتُ اَوْطَاءَ الْبِطَالَةِ هَائِمًا
فَهَا اَنَا قَدْ اَقْرَرْتُ یَارَبِّ بِالَّذِیْ
جَنَیْتُ وَقَدْ اَصْبَحْتُ حَیْرَانَ نَادِمًا

اے میرے آقا! میرے بڑے بڑے گناہ تیری بخشش کے مقابلہ میں حقیر ہیں، اور تُو ہمیشہ ہی غفّار، رحیم اور میرے گناہوں پر پردہ ڈالنے والا رہا ہے۔ مَیں ناسمجھی سے خواہشاتِ نفس کا پیروکار رہا اور بیہودہ حاجات کا شیفتہ، اے اللہ! اب مَیں اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اپنے کئے پر نادم، شرمندہ اور حیران ہوں"۔ (اسلامی تعلیمات ص۳۱ بحوالہ طہارت القلوب)

دعا کی حقیقت

انسان میں ایک قوت ہے، جسے "ارادہ" کہتے ہیں۔ اس کے استعمال سے خاص نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جب بدن کی طاقتیں ارادے سے متاثر ہو کر کام پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ تو اسے ہِمّۃ کہتے ہیں یہ اِرادہ اور ہِمّۃ جس آدمی میں زیادہ ہوتے ہیں، وہ بڑے بڑے کام کر سکتا ہے اور جس میں نہیں ہوتے وہ اُن کاموں کو انسانیت سے اجنبی چیز سمجھے تو تعجب نہیں۔

دعا سے مراد اس ارادے کا اظہار ہے جو ہم اپنے دل میں بناتے ہیں۔ انسانی ارادہ کیسے کام کرتا ہے؟ اس کے عمل کا اصلی منبع اور خزانہ حظیرۃ القدس (عالم ملکوت) ہے جب انسانی ہمت حظیرۃ القدس تک پہنچ جاتی ہے تو وہ جو خیال بناتا ہے، وہ خارج میں ظہور میں آجاتا ہے۔ انسانی ہمت کے حظیرۃ القدس تک پہنچ جانے کو شرعی اصطلاح میں دُعاء کہتے ہیں اور اس کے نتیجے کے نکلنے کا نام اِستجابت ہے۔

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۷ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ
۱۲ جون ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

جلسے، جلوس اور اسلام کا عملی نفاذ

صحیح اسلامی معاشرہ کے لئے ہمیں کس قسم کی جدوجہد کی ضرورت ہے

چند روز سے قومی پریس ٹرسٹ کے اخبار امروز کا ادارۂ تحریر تبدیل کر کے "اسلام پسند" حضرات کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ اس اخبار کے نئے مدیر محترم نے یوم شوکتِ اسلام کا خیر مقدم کرتے ہوئے "عمل کی ضرورت" کے زیر عنوان اپنے مقالہ افتتاحیہ میں نہایت بلیغ انداز میں قومی طرزِ عمل کا صحیح تجزیہ پیش کیا ہے۔ معاصر موصوف رقمطراز ہے :-

"اس دن کے جلوسوں میں تقریباً ہر مکتبِ خیال کے لوگوں کی شرکت بذاتِ خود اس امر کی گواہ ہے کہ رائے عامہ اسلام سے عقیدت و محبت کو نہ کسی مخصوص سیاسی جماعت یا گروہ کی اجارہ داری سمجھتی ہے اور نہ اسلام کی کسی مفاد پرستانہ توضیح و تشریح کو قابلِ قبول خیال کرتی ہے۔ جمہورِ مسلمین کا مدعا تو صرف یہ ہے کہ وہ اسلام کو اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں جاری و ساری دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے واسطے سے اپنی نشاۃ ثانیہ کی کٹھن راہ طے کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن ہر شخص اس امر سے اتفاق کرے گا کہ اسلام اس ملک میں صرف جلسوں اور جلوسوں، تقریروں اور بیانات کے زور سے نافذ العمل نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہو سکتا تو یہ کام اب تک انجام پا چکا ہوتا۔ اس لئے کہ گذشتہ ۲۳ برس میں ہماری سیاسی جماعتوں اور رہنماؤں نے اسلام کے ساتھ لفظی اور زبانی وفاداریوں کے اظہار میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ ضرورت باتوں کی نہیں عمل کی ہے۔ یہ ضرورت ہے کہ اسلام کا نام لے کر اس دور کے سنگین مسائل سے چشم پوشی نہ کی جائے بلکہ لوگوں کو یہ بتایا جائے اور ان کو وضاحت سے سمجھایا جائے، کہ اسلامی معاشرہ میں یہ مسائل کس طرح حل کئے جائیں گے، کس طرح ملک میں بڑھتی ہوئی غربت اور افلاس کو دُور کیا جائے گا، کس طرح ظلم اور لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ ہوگا اور کس طرح بدعنوانیوں اور ناانصافیوں کا سدّباب کیا جائے گا اور کس طرح لوگوں کی اخلاقی حالت سدھاری جائے گی۔ خداوند کریم نے اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں اسلام کی شکل میں ایک ضابطۂ حیات اس لئے دیا ہے کہ ہم اس پر عمل کریں۔ یہ ضابطۂ حیات لوگوں کے جذبات سے کھیلنے کے لئے نہیں ہے اور نہ یہ اس لئے ہے کہ اس کا لیبل لگا کر ہر مفاد پرست اپنے آپ کو عوام کی نگاہوں میں سرخرو کرے۔ اسلام کو اگر اس طرح استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تو یہ اسلام کی خدمت نہیں اس کے ساتھ ظلم ہوگا۔ جو جماعتیں، گروہ اور افراد خلوصِ نیّت کے ساتھ اسلامی نظامِ حیات کے قیام کے لئے کوشاں ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ملک میں اسلام کے ایسے سچّے بہی خواہوں کی کمی نہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ راہ کے ان خطرات کو خود بھی اپنے ذہن میں رکھیں اور رائے عامہ کو بھی ان سے آگاہ رکھیں۔ آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک کر کے اسلام کو اپنی صاف و شفاف صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہی اس وقت ملک کی سب سے بڑی خدمت ہے اور اسی کی جانب زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

اس اخبار کے حقیقت پسندانہ تجزیہ کے بعد ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ مختلف سیاسی اور بعض مذہبی جماعتوں کے مفاد پرستانہ مظاہرے ہماری اخلاقی اور معاشرتی زندگی پر کیا اثر چھوڑیں گے؟ اور اس کے بالمقابل منزلِ مقصود حاصل کرنے کے لئے ہمیں کس قسم کی بھرپور عملی جدوجہد اور ایثار و قربانی کی ضرورت درپیش ہے۔

آہ! مُشتاق حسین بخاری مرحوم

یہ خبر حلقۂ خدام الدین میں نہایت دکھ کے ساتھ سنی جائے گی کہ جناب مشتاق حسین صاحب بخاری ناظم انجمن خدام الدین مختصر سی علالت کے بعد مورخہ ۴ر جون ۱۹۷۰ء بروز جمعرات ۱۰½ بجے دن اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵

مرحوم بخاری صاحب انجمن خدام الدین سے کم و بیش بیس سال تک وابستہ رہے اور یہ خدمت بلامعاوضہ نہایت خلوص و محبت سے سرانجام دیتے رہے۔

ہفت روزہ خدام الدین کے اجراء سے لے کر تا دمِ مرگ ہفت روزہ سے وابستہ رہے۔ یہ چوہدری عبدالرحمٰن مرحوم اور بخاری مرحوم کی مخلصانہ اور انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ہفت روزہ تھوڑے ہی عرصہ میں بامِ عروج تک پہنچ گیا۔ مرحوم اگرچہ محکمہ صنعت و حرفت مغربی پاکستان میں پرچیز آفیسر تھے مگر ایسا بارہا ہوا کہ مسجد میں کھڑے ہو کر ہفت روزہ خدام الدین کے پرچے ان کو خود فروخت کرنے پڑے اور اس خدمت کو بھی اپنے لئے ایک اعزاز اور ذریعہ نجات ہی جانا۔

آپ پہلے خدام الدین میں بطور اعزازی مینجر کام کرتے تھے مگر انجمن کے سابق ناظم میاں غلام حسین کے انتقال کے بعد امیر انجمن خدام الدین نے بخاری صاحب مرحوم کو اعزازی ناظم مقرر کر دیا۔ اس دوران انجمن کے مفادات کے لئے آپ نے کماحقہٗ کام کیا۔ آپ نہ صرف اپنے سرکاری دفتر میں ہی ایک نیک افسر مشہور تھے۔ بلکہ اہلِ محلہ میں بھی بہت ہردلعزیز تھے۔ محلہ میں ایک نو تعمیر شدہ مسجد آپ کی دین سے محبت کا نتیجہ ہے۔ ع

"خدا بخشے بڑی ہی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"

یہ حادثہ نہایت ہی جانکاہ اور ناقابلِ برداشت ہے مگر "رضائے مولےٰ بر ہمہ اولےٰ" مشیتِ ایزدی یہی تھی۔

قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ وہ مرحوم کے لئے خصوصی طور پر دعائے مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی دعا کریں ——— ادارہ خدام الدین خصوصاً حضرت مولانا عبید اللہ انور اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ (منظور سعید احمد)

ایک عالم کا سفرِ آخرت

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب مدظلہٗ مالک صدیقیہ کتب خانہ ملتان کے برادرِ حقیقی مولانا عبدالرحیم صاحب ۱۵ر ربیع الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۲ر مئی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ بمقام ڈیرہ غازی خاں جامع مسجد ایم بلاک میں انتقال فرما گئے اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔

آپ کی عمر تقریباً پچاس سال تھی۔ مرحوم نمازِ عصر پڑھنے کی نیت سے مسجد میں داخل ہوتے معمولی طبیعت خراب ہوئی اور مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ دل کا دورہ پڑا۔ آپ کی میت کو ملتان لایا گیا۔ نمازِ جنازہ مدرسہ عربیہ خیر المدارس میں ادا کی گئی جس میں مدرسہ عربیہ قاسم العلوم اور مدرسہ عربیہ خیر المدارس کے علماء اور دیگر کافی حضرات علماء اور شہریانِ ملتان نے شرکت کی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام باوجود کافی مصروفیت کے تشریف لائے۔ مولانا مرحوم کو مدرسہ عربیہ جاری کرنے کا شروع سے شوق تھا۔ ۱۳۶۲ھ میں آپ نے خانیوال میں مدرسہ عربیہ جاری کیا جبکہ آپ وہاں عربک ٹیچر تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی کوشش سے آپ بھی تجارت میں اپنے بھائی صاحبان کے ہمراہ لگ گئے تھے اور پریس بھی اپنا لگا لیا تھا۔ آپ نے کافی دینی کتابوں کی اشاعت کی۔ تقریباً بیس سال سے آپ نے ایک دینی مدرسہ ڈیرہ غازی خاں میں اپنی ذاتی زمین میں جاری کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تادیر قائم رکھے۔ آپ ہر حالت میں شریعت کی سخت پابندی کرتے رہتے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بموقع افتتاح مدرسہ قاسم العلوم ملتان (قبل از پاکستان) بیعت فرمائی تھی ——— قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعاءِ مغفرت فرمائیں۔

مولانا محمد ذکراللہ کا انتقال

مورخہ ۴ر مئی ۷۰ء کی شب حضرت مولانا مولوی الحاج محمد ذکراللہ صاحب چک ۴۹۷- ای- بی بوریوالہ ضلع ملتان اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ تھے ۱۳۱۰ھ میں خیراللہ پور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے — آپ بہت بڑے عابد، زاہد، عالم باعمل تھے۔ دُور دراز سے لوگ آپ کے پاس فیض حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب کے ہم جماعت تھے۔ آپ کا تقوےٰ اور پرہیزگاری ضرب المثل تھی۔ آپ کے پسماندگان میں ایک لڑکا عالم حافظ اور تین بچیاں ہیں (حافظ عبیدالرحمٰن)

شیخ عبدالستار کا انتقال

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حاجی شیخ عبدالستار صاحب (جالندھری) حال کراچی جو کہ جمعیۃ علماء اسلام کے نہایت سرگرم کارکن اور شیدائی تھے حضرت رائے پوری مرید اور اکابر علماء دیوبند کے ساتھ نہایت عقیدت رکھتے تھے اور اپنی تمام زندگی میں علماء کرام کا ساتھ دیا تھا قضاءِ الٰہی سے مورخہ ۲۷ر مئی بروز بدھ انتقال کر گئے۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔

اللہ تعالےٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ قارئین خدام الدین سے اور بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ سے درخواست ہے کہ مرحوم کی مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اور پسماندگان کے لئے صبر و تحمل کی توفیق بخشے۔ (شیخ منظور احمد (جا[illegible]

تصحیح شمارہ گذشتہ - اردو ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۳	۳۲	تاکید	تائید
۱۴	۱	۵	قولی فعلی	قول، فعل
۱۴	۱	۳۶	مغز ہے	مغز ہیں
۱۴	۳	۴	کو معلوم	یہ الفاظ زائد ہیں

مجاہد الحسینی

مولانا سید اسعد مدنی کے ساتھ چند روز

ایک سفرنامہ —— ایک تاریخی سرگزشت

(۷)

* ملتان میں حضرت مدنی کا والہانہ استقبال
* ملتان کی تاریخی و روحانی مرکزیت

مولانا سید اسعد مدنی اپنے دیگر رفقاءِ سفر مولانا مفتی محمود، مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد عثمان، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد لقمان، مولانا غلام مصطفےٰ، قاری عبدالسمیع اور دوسرے حضرات کے ہمراہ ۲۰ر مارچ بروز جمعہ کوئٹہ ایکسپریس کے ذریعہ جب ملتان پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر آپ کا تاریخی استقبال ہوا۔

ملتان اور بہاولپور ڈویژن کے جلیل القدر، دینی و سیاسی نامور شخصیات، ممتاز قومی کارکن، مدارس عربیہ کے مہتمم اور طلباء اور حضرت شیخ مدنیؒ کے مریدین و معتقدین کا ایک جم غفیر آپ کی زیارت کے لئے موجود تھا۔ ساہی وال، ڈیرہ اسمٰعیل خان، میانوالی، ڈیرہ غازی خان اور مظفرگڑھ وغیرہ کے معروف علماء، مذہبی رہنما اور مشائخ طریقت ملتان پہنچ چکے تھے، اور —— ملتان صرف "گدا و گرما" کا شہر ہی نہیں۔ یہ لمبی لمبی کھجوروں اور آموں کے گھنے باغات کا شہر بھی ہے۔ یہ صرف ریت کے ٹیلوں اور جھلسا دینے والی لوؤں کا علاقہ ہی نہیں سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیتوں کا خطہ بھی ہے۔ یہ صرف نئی نئی عمارتوں اور اونچی اونچی بلڈنگوں کا شہر ہی نہیں حضرت محمد بن قاسم کا مفتوحہ، شاہ رکن عالم، حضرت بہاؤالحق زکریا ملتانی، شاہ شمس سبزواری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر اولیاء کرام اور ممتاز دینی شخصیات کا مدفن بھی ہے۔

خیرالمدارس قاسم العلوم اور دیگر اسلامی درسگاہوں کا مرکز بھی ہے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی دفاتر بھی اسی شہر میں واقع ہیں اور ان دینی جماعتوں کے نامور رہنما مولانا مفتی محمود، مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا سید ابوذر بخاری اسی شہر کے مکین ہیں — حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، شیخ مدنیؒ کے خلیفہ مولانا پیر خورشید احمد شاہ اور مرید خاص مولانا خدا بخش ملتانی اسی شہر اور علاقہ میں رونق افروز ہیں۔ یہ شہر قسمت ملتان کا صدر مقام ہی نہیں تہذیب و تمدن اور علم و فضل کا گہوارہ بھی ہے۔ یہ روحانی فیوض و برکات کا سرچشمہ ہی نہیں نشتر میڈیکل کالج، حکیم انور علی شاہ اور حکیم حنیف اللہ کی طب و حکمت کا چشمۂ فیض بھی ہے۔

الغرض یہ شہر دینی، سیاسی اور علمی و ادبی اعتبار سے پورے پاکستان میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اس علاقہ کے باشندے دوسرے خطوں کی بہ نسبت اسلامی تہذیب و تمدن اور مذہبی روایات کے گرویدہ دکھائی دیتے ہیں اور بزرگان دین کے ساتھ ان کی عقیدت و وابستگی والہانہ اور بڑی گہری ہے۔ وہ لوگ اسلام اور اسلامی رہنماؤں کے لئے جان قربان کرتے اور دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہیں۔

انہی پُرخلوص جذبات کے مظاہرہ اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے فرزند رشید، دنیائے اسلام کے نامور عالم دین، ہندوستان کی پارلیمنٹ کے معزز و محترم رکن اور جمعیۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ مولانا سید اسعد مدنی کے ساتھ عقیدت و محبت اور تعلق خاطر کے اظہار کے لئے ہزاروں انسان ملتان چھاؤنی کے اسٹیشن پر جمع تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ انسانوں کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور پورا علاقہ یہاں پر اُمڈ آیا ہے۔ شہر کے تمام مکاتبِ فکر کے حضرات جذبۂ اخوتِ اسلامی کے تحت استقبال کرنے والوں کے دوش بدوش تھے۔ جونہی کوئٹہ ایکسپریس اسٹیشن پر آکر رکی پلیٹ فارم "اسلام زندہ باد، پاکستان زندہ باد، حضرت مدنی زندہ باد، علماء دیوبند زندہ باد اور نعرۂ تکبیر" کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔

مولانا سید اسعد مدنی نے سنّت نبویؐ اور اپنے والد ماجد کے روایتی انداز کے مطابق مسکراتے ہوئے اور دعائیہ کلمات کہتے ہوئے اس محبت و عقیدت بھرے استقبال کا جواب دیا۔

جمعیۃ العلماء اور احرار رضاکاروں نے لوگوں کے بے پناہ ہجوم سے آپ کو بڑی مشکل سے باہر نکالا اور گیٹ کے قریب ہی کھڑی ایک کار میں سوار کرایا۔ گرمی کی تمازت چونکہ بڑھ رہی تھی اس لئے یہ خیر مقدمی کاروان منزل مقصود مدرسہ قاسم العلوم کی طرف جلد روانہ ہو گیا راستہ میں دو رویہ کھڑے عقیدت مند جونہی آپ کا چہرہ دیکھتے ہاتھ اٹھا کر السلام علیکم کہتے، مولانا مدنی زندہ باد کا نعرہ لگاتے، اور پھول کی پھنکڑیاں نچھاور کرتے۔

مولانا سید اسعد مدنی کو لے کر یہ استقبالی قافلہ سٹیشن سے سیدھا مدرسہ قاسم العلوم پہنچا۔ وہاں آپ نے ناشتہ کیا۔ نماز جمعہ کا وقت چونکہ قریب تھا اس لئے آپ نے استراحت کے بعد تیاری شروع کر دی۔

آپ کی تشریف آوری پر چونکہ ممتاز علماء کرام اور دینی جماعتوں کے بے شمار کارکن ملتان میں موجود تھے،

علاوہ ازیں ملتان کے شہری بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے بے تاب تھے۔ اس لئے نمازِ جمعہ کا انتظام ابنِ قاسم باغ واقعہ قلعہ پر کیا گیا تھا۔

اعلان کے مطابق چونکہ نمازِ جمعہ مولانا مدنی نے ادا کرانا تھی۔ اس لئے لوگ امام کی قربت حاصل کرنے اور آپ کے ارشادات عالیہ قریب سے سننے کے لئے بہت پہلے قلعہ پر پہنچ گئے۔

ابنِ قاسم باغ میں دُور تک صف بستہ قطاریں ہی قطاریں نظر آ رہی تھیں ——— نمازِ جمعہ سے قبل ہی استاذ العلماء مولانا خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس خلیفہ مجاز حضرت تھانوی رح، مولانا خدا بخش صاحب، مفتی محمد شفیع صاحب قاسم العلوم، پیر خورشید احمد شاہ صاحب خلیفہ حضرت شیخ مدنی اور دوسرے بزرگ جلسہ گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ نماز جمعہ سے قبل مولانا غلام مصطفٰے صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ اور صدارت کے فرائض حضرت مولانا خیر محمد صاحب نے انجام دئے۔

مولانا غلام مصطفٰے کا بیان جاری تھا کہ حضرت مولانا سید اسعد مدنی، مولانا مفتی محمود اور دوسرے ممتاز علماء کرام کے جلو میں تشریف لائے۔

آپ کی آمد کے ساتھ ہی پورا علاقہ نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر اسلام زندہ باد، پاکستان زندہ باد اور حضرت مدنی زندہ باد کے باطل شکن نعروں سے گونج اٹھا۔ چونکہ خطبۂ جمعہ کا وقت ہو چکا تھا اس لئے مولانا اسعد مدنی پروگرام کے مطابق سیدھے اسٹیج پر جلوہ فرما ہوئے۔

سفید کھدر کا لباس زیب تن کئے، کاندھے پر سبز رومال اور سنتِ نبویؐ کے مطابق ہاتھ میں عصا لے کر آپ جب مائیک کے سامنے آئے، اور حضرت شیخ مدنی ہی کے لب و لہجہ میں عربی خطبہ شروع کیا تو ایک فوٹوگرافر نے آگے بڑھ کر آپ کی تصویر اتارنے کی کوشش کی۔ ابھی فوٹوگرافر نے اپنے کیمرے کا زاویہ درست کیا تھا کہ آپ نے فوٹوگرافر کی طرف ہاتھ کھڑا کر کے اپنا چہرہ چھپا لیا اور خطبہ مسنونہ جاری رکھا۔

دورانِ خطبہ آپ کی مؤثر آواز اور پُر سوز لہجہ میں سامعین گوش برآواز تھے۔ ہر طرف ایک سناٹا طاری تھا۔

عربی زبان کے لمبے خطبے میں مولانا مدنی نے اسلام کی سربلندی اور ملتِ اسلامیہ کی شوکت و عظمت کے لئے دعا کی۔ خطبہ کے بعد آپ ہی نے نمازِ جمعہ کی امامت کے فرائض انجام دئے۔ نماز کے بعد اجتماع کا پروگرام شروع ہوا۔ حاضری کے اعتبار سے ملتان کا یہ عظیم تاریخی اجتماع تھا۔ جلسہ کی صدارت کے لئے جب راقم الحروف کا نام لیا گیا تو حیرت و استعجاب کے جذبات کے ساتھ سٹیج پر حاضر ہونا پڑا۔ ع

اللہ اللہ! یہ سعادت؟ اور یہ میرا نصیب!

حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب مدظلہٗ نقاہت اور کمزوری کے باوجود شریکِ اجتماع رہے تھے، اب زیادہ عرصہ بیٹھنے کی استطاعت نہ تھی ——— برادرِ مکرم مولانا ضیاء القاسمی صاحب نے مؤدبانہ عرض کیا۔ حضرت! آپ نے بیماری کے اس عالم میں یہاں تشریف لانے کی بڑی زحمت اٹھائی۔

حضرت مولانا نے اپنے روائتی انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو میرا اخلاقی فرض تھا۔ میرے لئے یہ ناممکن تھا کہ حضرت شیخ مدنی رح کے فرزند اور ان کے لائق صد افتخار جانشین مولانا اسعد مدنی ہمارے گھر تشریف لائیں اور ہم استقبال کے لئے باہر نہ نکلیں۔"

مولانا سید اسعد مدنی کے اعزاز میں خیر مقدمی اجتماع عام میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب کی شرکت اور بیماری و نقاہت کے عالم میں تشریف آوری کوئی معمولی بات نہ تھی۔ آپ درحقیقت ان پاکیزہ اور باعثِ تقلید روایات کو آج بھی زندہ اور تابندہ رکھنا چاہتے ہیں رواداری اور حسنِ سلوک کی جو شمعیں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح، شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رح اور علامہ شبیر احمد عثمانی رح نے روشن کر کے ظلمت کدۂ ہندوستان میں تیرگی اور جگمگاہٹ پیدا کر دی تھی۔

یہ وہ بلند مرتبہ اسلاف تھے جو اپنا سیاسی مقصد و مسلک جداگانہ رکھنے کے باوجود باہم شیر و شکر تھے اور ان حضرات کے زرّیں طرزِ عمل کو دیکھ کر کوئی شخص یہ تصور نہیں کر سکتا تھا کہ ان کا باہمدگر کوئی اختلافی پہلو بھی ہے۔ ان حضرات کے مسلک و مؤقف کو برصغیر پاک و ہند میں کسی شخصیت نے پوری طرح اختیار کیا اور اسے کما حقہٗ نبھایا ہے تو وہ صرف حضرت الاستاذ مولانا خیر محمدؒ کی ذاتِ گرامی ہے۔

قیام پاکستان سے قبل جالندھر میں خیر المدارس کے سالانہ جلسہ کے موقع پر اگر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح کو دعوت دی جاتی تو ساتھ ہی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی بھی مدعو ہوتے، اگر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا پروگرام بنتا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے اسماء گرامی بھی شامل ہوتے۔

الغرض جمعیۃ علماء اسلام، مجلس احرار اور مسلم لیگ وغیرہ مختلف مکاتبِ فکر کے حضرات کو اگر ایک ہی پلیٹ فارم پر متحد و متفق ہونے اور بالمشافہ تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملتا تو وہ مدرسہ خیر المدارس کا سالانہ اجتماع تھا۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا سید اسعد مدنی چونکہ پہلی بار تشریف لا رہے تھے اس لئے مولانا خیر محمدؒ صاحب نے اپنی سابقہ روایات اور باعثِ تقلید حسنِ عمل کے مطابق حضرت مدنی مسلک کے اجتماعِ عام کو حضرت تھانوی رح مؤقف کی تائید و حمایت کا مظہر بنا دیا۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہٗ چونکہ نماز جمعہ سے بہت پہلے اجتماع میں تشریف لے آئے تھے اور کمزوری کے باعث زیادہ دیر تک بیٹھنا مشکل تھا اس لئے آپ تشریف لے گئے اور پاکستان کے نامور خطیب مولانا ضیاء القاسمی صاحب عوام سے خطاب کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اجتماع کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا۔ تحریک آزادی کے عظیم رہنما اور برصغیر پاک و ہند کی نامور

مجلسِ ذکر

وعدہ خلافی کی حرمت

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:-

۱- یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴿۵﴾ (المائدہ ع۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو۔

۲- وَ اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۵﴾ (بنی اسرائیل ۳۴)

ترجمہ: اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی بازپرس ہوگی۔

بزرگانِ محترم و معزز حاضرین! آج قرآن حکیم کی دو آیتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پڑھے گئے ہیں۔ جن میں عہد پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حاشیہ شیخ التفسیرؒ

پہلی آیت پر قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حاشیہ تحریر فرمایا ہے وہ پیشِ خدمت ہے: "عقود سے مراد عام ہے عقد بالخالق ہو یا بالمخلوق۔ جس وقت انسان ایفائے عہد بالخالق کی مشق کرلے گا تو ایفائے بالمخلوق کی بھی آسانی ہوگی۔"

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

اس آیت پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ فرمایئے:-

"ایمان شرعی دو چیزوں کا نام ہے۔ صحیح معرفت اور تسلیم و انقیاد۔ یعنی خدا اور رسولؐ کے جملہ ارشادات کو صحیح و صادق سمجھ کر تسلیم و قبول کے لئے اخلاص سے گردن جھکا دینا۔ اس تسلیمی جزء کے لحاظ سے ایمان فی الحقیقت تمام قوانین و احکامِ الٰہیہ کے ماننے اور جملہ حقوق ادا کرنے کا ایک مضبوط عہد و اقرار ہے۔ گویا حق تعالےٰ کی ربوبیتِ کاملہ کا وہ اقرار جو عہدِ الست کے سلسلہ میں لیا گیا تھا جس کا نمایاں اثر انسان کی فطرت اور سرشت میں آج تک موجود ہے اس کی تجدید و تشریح ایمانِ شرعی سے ہوتی ہے۔ پھر ایمانِ شرعی میں جو کچھ اجمالی عہد و پیمان تھا اُسی کی تفصیل پورے قرآن و سنّت میں دکھائی گئی ہے۔ اس صورت میں دعوائے ایمان کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ تمام احکامِ الٰہیہ میں خواہ ان کا تعلق براہِ راست خدا سے ہو یا بندوں سے، جسمانی تربیت سے ہو یا روحانی اصطلاح سے، دنیاوی مفاد سے ہو یا اُخروی فلاح سے، شخصی زندگی سے ہو یا حیاتِ اجتماعی سے، صلح سے ہو یا جنگ سے، اس کا عہد کرتا ہے کہ ہر نہج سے اپنے مالک کا وفادار رہے گا۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو عہد و پیمان، اسلام، جہاد، سمع و طاعت یا دوسرے عمدہ خصائل اور امورِ خیر کے متعلق صحابہؓ سے بشکل بیعت لیتے تھے وہ اسی عہدِ ایمانی کی ایک محسوس صورت تھی — اور چونکہ ایمان کے ضمن میں بندہ کو حق تعالےٰ کے جلال و جبروت کی صحیح معرفت اور اس کی شانِ انصاف و انتقام اور وعدوں کی سچائی کا پورا پورا یقین بھی حاصل ہو چکا ہے۔ اس کا مقتضاء یہ ہے کہ وہ بدعہدی اور غداری کے مہلک عواقب سے ڈر کر اپنے تمام عہدوں کو جو خدا سے یا بندوں سے یا خود اپنے نفس سے کئے ہوئے ہوں اس طرح پورا کرے کہ مالکِ حقیقی کی وفاداری میں کوئی فرق نہ آنے پائے۔ اس تقریر کے موافق عُقُود (عہدوں) کی تفسیر میں جو مختلف چیزیں سلف سے منقول ہیں ان سب میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ اور آیت میں "ایمان والو" کے لفظ سے خطاب فرمانے کا لُطف مزید حاصل ہوتا ہے۔"

دوسری آیت پر حاشیہ شیخ الاسلامؒ

دوسری آیت پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

"اس میں سب عہد داخل ہیں۔ خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔"

احادیثِ نبویؐ کی شہادت

۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ: اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَ مَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا: اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ، وَ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَ اِذَا عَاھَدَ غَدَرَ، وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو جائیں تو وہ پورا منافق ہے اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے

جب عہد کرے تو توڑ ڈالے اور جب جھگڑا کرے تو بے قابو ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَ ابْنِ عُمَرَ وَ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ قَالُوْا: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ، یُقَالُ: ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانٍ" (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر عہد شکن کا قیامت کے روز ایک جھنڈا ہوگا، اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کی غداری کا جھنڈا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُرْفَعُ لَہٗ بِقَدْرِ غَدْرِہٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِیْرِ عَامَّۃٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر غدار کا جھنڈا اس کے سرینوں پر ہوگا۔ اور وہ جھنڈا اس کی غداری کے بقدر بلند کیا جائے گا۔ آگاہ اور خبردار ہو جاؤ کہ حاکم اعظم سے بڑھ کر اور کوئی غادر نہ ہوگا۔ (امام مسلمؒ نے اس روایت کو ذکر کیا)

۴- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: "ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ: رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ، وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ" (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز میں تین آدمیوں کی طرف سے جھگڑا کروں گا ایک تو اس شخص سے جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر توڑ ڈالا۔ اور دوسرے اس شخص سے جس نے آزاد کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھا گیا۔ اور تیسرے اس شخص سے جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پورا پورا کام لیا، پھر مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

اس آئینے میں دیکھئے

محترم حضرات! میں نے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ سے مع اصل متن کے عبارات پیش کی ہیں اور ان کی تشریحات بھی بیان کی ہیں۔ اب آپ خود جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہم نے خالق کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کہاں تک پورے کئے اور مخلوق کو کہاں تک مطمئن کیا؟ گزشتہ تیئس سال کی تاریخ پر نظر ڈالئے تو آپ کو ہر لیڈر پر افسوس ہی ہو گا کہ اسلام اسلام کا ورد کرتے کرتے اس کا دورِ اقتدار ختم ہو گیا اور بچارا اسلام آج تک سب سے بڑی اسلامی مملکت میں رائج نہ ہو سکا۔ جب الیکشن کا زمانہ قریب آتا ہے تو پرانے شاطر اپنی اپنی کچھاروں سے نکل آتے ہیں اور عوام کے سامنے بلند بانگ دعوے کرکے ان کو اُلّو بنانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ اتنی دفعہ دھوکہ کھانے کے بعد تو اب عوام کا فرض ہے کہ وعدہ خلاف لیڈروں پر ہرگز اعتماد نہ کریں اور اپنے صحیح رہنماؤں یعنی علماء اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین اس ملک میں نافذ کر دیں تاکہ قیامت کے دن سرخروئی نصیب ہو جاتے اور ایک بار ہم اپنی زندگی میں خلافت راشدہ کا طرزِ حکومت دیکھ کر اسلام کی رحمت کی چھاؤں میں لیل و نہار گذار سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مشرقِ وسطیٰ کی فریاد

۵ر جون سنہ ۱۹۶۷ء کو

یہود نواز امریکہ کے اشارے اور بھرپور تعاون کے ساتھ

یہودی مملکت ۔ اسرائیل

نے

عربوں پر خطرناک حملہ کرکے اہل اسلام کے قبلۂ اوّل بیت المقدس اور مصر، اردن کے بہت سے علاقے پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا لاکھوں فرزندانِ اسلام عورتوں، بوڑھوں اور معصوم بچوں کو نیپام بموں سے جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ اسلامیانِ عرب کو ان کے گھروں سے جلاوطن کر دیا گیا۔ اور آج بھی امریکی سامراج کی پشت پناہی کے ساتھ اسرائیلی یہودی ۔۔ بیت المقدس میں غنڈہ گردی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور مسلمانانِ عرب پر ہلاکت آفرین بموں کی بارش برسا رہے ہیں۔ ۵ر جون کو پاکستان بھر میں امریکی سامراج کی نوزائیدہ مملکت اسرائیل کے خلاف اور اسلامیانِ عرب کے حق میں عظیم الشان مظاہرے ہوئے۔ مختلف مقامات پر اجتماعِ عام منعقد کرکے عرب بھائیوں کو اپنے ہر ممکن تعاون، ایثار و قربانی اور عملی امداد کا یقین دلایا گیا۔

ان

ولولہ انگیز اور ایمان افروز

حالات پر مشتمل

خدام الدین کے آئندہ شمارہ میں خاص مضامین

شریکِ اشاعت کئے جا رہے ہیں

(ادارہ)

قرآن اور اسلام کی عظمت

مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

ملتِ اسلامیہ کے فرائض

بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس گئے گزرے دور میں، اس ہلاکت، وہریت، زندقہ اور الحاد کے دور میں انڈونیشیا، مراکش، اور الجزائر میں مسلمانوں کے خون سے جو ہولی کھیلی گئی، آج انڈیا میں جو مسلمانوں کے ساتھ بیت رہی ہے۔ اسی طرح ویٹ نام میں انسان انسانوں کے ہاتھوں کٹ رہا ہے یہ صورتِ حال گذشتہ آپ نے دو جنگوں میں دیکھی تو یہ دور ہلاکت ہے۔ یہ دور زندقہ و الحاد ہے، دور کفر ہے لیکن اس کے باوجود اسلام کی عظمت کے اب بھی سامان اپنی جگہ آپ مہیا ہیں۔ اس کے باوجود ہم نہیں دیکھتے کہ کسی نے اسلام چھوڑ کر ہندو مت قبول کیا ہو۔ کسی نے کسی اور مذہب کو۔ یہودی مذہب کو اسلام چھوڑ کر قبول کیا ہو۔ ہاں یہودیوں کو آپ مسلمان ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ مسلمان عیسائی ہو گئے۔ بھنگی، چمار ہمارے ملک میں عیسائی ہوتے ہیں ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے بعد جب موقع ملتا ہے وہ مسلمان ہو جاتے ہیں۔ یعنی اسلام اپنی جگہ خود باعث کشش ہے۔ اپیلنگ مذہب ہے، اس کے اندر صداقت ہے، اس کی صداقت کا دشمن بھی اعتراف کرنے پر مجبور ہیں لیکن افسوس کہ ہمیں تعلیم یہ تھی کہ مسلمان جیتا جاگتا مبلغ ہے " بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ کَانَ اٰیَۃً "، ایک کلمہ آپ جانیں اسے دوسرے تک پہنچانے کا حکم ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران ۱۱۰) یہ ملت کی ملت، امت کی امت تمام امتوں میں اس لیے خیر امت ہے کہ جہاں بھی نیکی پھیلی اسی کے دم قدم سے اور جہاں بھی برائی ہو اس کا خاتمہ ایک مسلمان کا اور مسلمان گروہ کا فریضہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج مسلمان حکومتیں اپنے اس فریضے سے تہی دست ہیں کوتاہ دست ہیں اپنے فرائض کا حق ادا نہیں کر رہیں۔ لیکن پھر بھی تبلیغی جماعتیں جو اپنے طور پر اپنے وسائل سے کام کر رہی ہیں اور تمام ممالک میں جا کر اسلام کی عظمت کو سہارا دے رہی ہیں اور اسلام کے تاریخی کردار جو تمام ممالک اسلامیہ کا مشترک ہے، وہ اکیلے ہی انجام دے رہے ہیں پھر بھی جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا جو کر رہی ہیں کام آخر کچھ بڑی ناکامیاں" پھر بھی اسلام کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ جو اسلامی حکومتوں کا، مسلمانوں کا فریضہ تھا اور وہ نہ ملی پیمانے پر نہ حکومتی سطح پر نہ انفرادی طور پر کما حقہ ادا کر رہے ہیں لیکن یہ فریضہ تبلیغی جماعت کے بزرگ فرض کفایہ کے طور پر ادا کر رہے ہیں، اگر یہ بھی نہ کرتے تب بھی اسلام میں بڑی خوبیاں اور بہت بڑی عظمتیں ہیں اور اس کی کامیابی کی دلیل یہ ہے کہ جو اس کا مطالعہ کرتا ہے اس کے گن گاتا ہے۔ جیسے ہمارے زمانے میں (مہر و نیم تاجیدار) حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے اندر جب بھی کبھی محافل اور مجالس اور کانفرنسیں سیرت النبیؐ کے نام پر منعقد ہوتی ہیں میں نے ہندوؤں اور سکھوں کی زبانوں سے اسلام کی تعریف میں کبھی بلدیو سنگھ سے، کبھی ڈاکٹر تارا چند سے کبھی اسی طرح اس زمانے میں رتن ناتھ، چمن لعل، فلاں، فلاں ان لوگوں سے سنا۔ لیکن کبھی بھی آپ نے نہیں سنا ہو گا کہ ہندومت کی اس طرح مسلمان یا دنیا کے دوسرے انسان دہائی دیتے ہوں اور یورپ کے ممالک میں ایشیائی ممالک میں۔ حد یہ ہے کہ اب بھی رشیا اور چائنا میں چلے جائیے مسلمان اپنا ایک وجود رکھتے ہیں۔ مسلمان اپنی ایک ملی اہمیت محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کے اب بھی تعلیمی ادارے ہیں۔ ان کے اب بھی عبادت کے بہت سارے مراکز ہیں۔ اور ابھی ہم دیکھتے ہیں کہ آج برطانیہ میں، امریکہ میں اسلامی مرکز معرض وجود میں آ رہے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ممالک کے اندر بھی، کبھی فرانس میں، کبھی جرمنی میں یہ کچھ ہمیں نظر آتا ہے جو گذشتہ صدیوں میں نہیں تھا۔

قرآنی اصول

میں نے مختصر طریقے سے اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں جو تھوڑا سا جائزہ لیا ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قرآن کی جو چند آیات میں نے پڑھیں کہ یہ انسانیت ہمیشہ گھاٹے، ٹوٹے، خسارے، خسران میں رہی، لیکن پھر بھی اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو ایمان رکھتے ہیں، ایمان باللہ، ایمان بالرسول، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، قرآن میں جو ایمانیات کی تشریح ہے اس کے مطابق وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور اس کے مطابق ان کا عمل دخل بھی ہے، یعنی زبانی، جمع خرچ تک بات نہیں بلکہ اپنی زندگی میں اسے جاری و ساری کیے ہوئے ہیں۔ اپنی انتہائی کوشش سے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔ اس کی نشر و اشاعت اور تبلیغ اپنا زندگی کا سب سے بڑا فریضہ گردانتے ہیں، قولاً، فعلاً، عملاً، اسلام کے مبلغ ہیں، اسلام کے معلم ہیں اسلام کی تعلیم کو آشکار کرتے ہیں یعنی عملی زندگی میں خود اور جب بھی کسی سے واسطہ پڑتا ہے تو اسلام کے لیے کوئی نہ کوئی دلیل، برہان رکھتے ہیں اسلام اور تعلیمات اسلام کا کوئی نہ کوئی سبق دنیا کے سامنے اپنی حیثیت کے مطابق پیش کرتے کراتے رہتے ہیں۔ یعنی کوئی وکیل ہے کوئی جج ہے، کوئی تاجر ہے کوئی طالب علم ہے، کوئی انجینئر ہے، کوئی کسی اور فن کا ماہر ہے لیکن اسلام کی

جتنی ذاتی معلومات رہیں، جہاں بھی معلوم پڑتا ہے، وہ کچھ نہ کچھ اسلام کے نظریات اپنی حیثیت کے مطابق دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ چونکہ مجھے موقع ملتا رہتا ہے ان کے ساتھ طالب علمانہ حیثیت سے باتیں کرنے کا تو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر شخص اسلام کی خوبی بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بعض اوقات لوگ تسلیم بھی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، یہ نہ ہونے میں سب کچھ ہے۔ اگر مسلمان اس کوشش کو اور تیز کر دیں تو وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بعد وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہے کہ اللہ کے راستے میں اللہ کے دین کی نشر و اشاعت کے راستے میں تبلیغ کے راستے میں، تعلیم کے راستے میں مصائب کیوں نہ آئیں، تکالیف کیوں نہ آئیں۔ لیکن ایک مسلمان بکشادہ پیشانی انہیں اس لیے قبول کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ۔ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (آل عمران ۱۳۰) اس کا اجر نصیب فرمائیں گے۔

اسلام اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے

اب عنقریب قرآن پاک کی سالگرہ کا زمانہ آیا چاہتا ہے، رات کو عبادت دن کو روزہ رکھ کر آپ قرآن پاک کی عظمت کا خود احساس کرتے ہیں، دنیا اس سے متاثر ہوتی ہے کہ اس گئے گزرے زمانے میں مسلمان عرب میں ہوں یا عجم میں، وہ روزہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عیدین مناتے ہیں فطرے ادا کرتے ہیں زکوٰتیں دیتے ہیں، اور کچھ مسلمان بے عمل وہ ان کے عمل سے متاثر ہوتے ہوتے ہیں۔ کچھ گم کردہ راہ لوگ ہیں ان کو اس سے احساس ہوتا ہے تو یہ چیز اسلام کی خود بخود کھلتی ہے ان کے سامنے پیش ہوتی ہے کہ یہ قرآن پاک کی سالگرہ ہے اسی رمضان کی ایک رات میں پورا قرآن پاک نازل ہوا۔ اور اسی طرح چلتے چلاتے قرآن پاک چودہ صدیاں گزار کر آج کے مذاہب کی تاریخ کے اندر اپنی ایک عظیم تاریخ رکھتا ہے۔ ایک اپنا ہسٹاریکل لاج ایک اپنی تاریخی عمارت قائم کئے ہوئے ہے اور انشاءاللہ مستقبل میں دوست اور دشمن تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام ہی میں جان ہے اسلام ہی آئندہ سائنٹفک اور علمی دنیا کے اندر اپنے ایسے ٹھوس اصول رکھتا ہے، اٹل اصول رکھتا ہے زندہ جاوید اصول رکھتا ہے کہ وہ انشاءاللہ زندہ و تابندہ رہے گا۔ باقی توہمات کے مجموعے یہودیت کے ہوں یا عیسائیت کے۔ ہندو مت کے ہوں۔ یا سکھ مت کے ہوں۔ خود ساختہ مذاہب جو ہیں بہائیت ہے فلاں ہے، فلاں ہے وہ خود اپنی موت آپ اپنی نیند آپ سو جائیں گے اور انشاءاللہ اقوام عالم میں اگر اسلام حق ہے تو اسلام کی پیشن گوئیاں ظاہر ہوں گی کہ حضرت مسیحؑ آئیں گے اور اس کے ساتھ جو قرآن پاک نے قیامت کی علامت دی ہے حضرت مہدی تشریف لائیں گے اور اسی طرح دجال آئیں گے ان کے ساتھ مقابلے ہوں گے اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا کچھ نشانیاں آشکار ہو رہی ہیں۔ اور کچھ اپنے وقت کے ساتھ ہو جائیں گی یہ خود قرآن پاک کی خود اسلام کی خود مذاہب عالم کی ایک زندہ تابندہ دلیل ہے اور اسلام مذاہب عالم میں سب سے زیادہ زندہ حقیقت ہے۔ اَلدِّيْنُ الْقَيِّمُ (التوبہ ۳۶) یعنی ازل سے ابد تک زندہ حقیقت، قرآنی آیات کے اندر اللہ نے سمو دی اور محفوظ فرما دی ہے۔

کلمات دعا و برکت

اب میں اپنے ٹوٹے پھوٹے خیالات جو آپ کے سامنے میں نے پیش کیے ہیں، ختم کرتا ہوں، کچھ بیماری اور کچھ تقریر کا ذوق نہ ہونے کی بنا پر میں آپ حضرات کا صمیم قلب سے مشکور ہوں کہ اس گنہگار طالب علم کو آپ ہر سال یاد فرماتے ہیں اور دور دراز سے ہمارے احباب قرآن پاک کے درس سننے کے لیے حدیث پاک کے درس سے استفادہ کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اس آنے کو قبول فرمائیں اور ان کی نجات کا اسے ذریعہ بنائیں اور آئندہ نسلوں میں قرآن پاک کو زیادہ باوقار بنانے کی زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کی اور اس کی عظمت کو چار چاند لگانے کی ہمیں توفیق ارزانی فرمائیں اللہ تعالیٰ اس قرآن پاک اور اس کی تعلیمات اور احادیث خیر الانام کو سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں اوّل سے آخر تک داخل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ یعنی ابتدائی کلاسوں سے ڈگری کلاسوں تک بلکہ ایم اے اور تخصص کی کلاسوں تک رائج کرنے کی توفیق دیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو زراعت پیشہ ہیں تجارت پیشہ ہیں یا ملازمت پیشہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے فرائض کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی جو خدمات ان کے سپرد ہیں ان کو بھی پہچانیں اور اس کے مطابق انہیں بھی عہدہ برآ ہونے کی توفیق دیں مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ حضرات جو اتنی وسعت بھی نہیں رکھتے اتنے آپ کے پاس ذرائع اور وسائل بھی نہیں لیکن، محدود وسائل کے ساتھ جو عظیم کارنامہ ہمارے اس درس کے بھائیوں نے انجام دیا ہے اس کے نتائج کتنے حوصلہ افزا اور کس قدر بلند ہیں۔ ان دو چار سال کے اندر کہاں سے کہاں تک لوگ استفادہ کرتے ہیں "خدام الدین" میں درس آتا ہے۔ پھر باقاعدہ مجموعے چھپتے ہیں۔ اس کے علاوہ وقتی طور پر سننے کے لیے سندھ تک سے چل کر، ایبٹ آباد سے، پنڈی سے اور جناب مری سے اور مجھ جیسے گنہگار لاہور سے چل کر آتے ہوتے ہیں یہ قرآن پاک کی صداقت ایک طرف آپ لوگوں کی صداقت کی اور آپ لوگوں کے دل میں جو قرآن پاک کی گنجائش ہے اور اس کے لیے جو دل میں محبت ہے۔ اس کا بھی کم از کم خود احساس انسان کرتا ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ دور دراز سے، قرب و جوار سے جو احباب آتے ہیں۔ یہ خود اس بات کی دلیل ہے قرآن پاک کی صداقت کی۔ قرآن

انوارِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد پسروری دامت برکاتہم

حضرت ابوالہیثم بن تیہان انصاری رضؓ

دعوت کے بعد دعا

کلاب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالہیثم بن تیہان انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ اس دعوت میں ہم بھی شریک ہوئے جب ہم کھانے پینے سے فارغ ہو چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اثیبوا اخاکم۔ (یعنی اپنے بھائی کے لئے دعا کرکے اُسے ثواب پہنچاؤ) ہم نے عرض کیا۔ حضور کیسے ثواب پہنچائیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے برکت کی دعا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی کے ہاں کھانا کھایا جائے اور کھانے سے فارغ ہوکر صاحبِ دعوت کے لئے دعائے خیر کی جائے پس یہی دعا اُس کے لئے جزاء اور ثواب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت

عقبہ بن فرقد کی تین بیویاں تھیں ایک کا نام اُمّ عاصم تھا۔ امّ عاصم کہتی ہیں ہم سب کی (تینوں کی) یہ خواہش رہتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ خوشبو استعمال کریں۔ لیکن ہمارے خاوند کے بدن سے جو خوشبو آتی تھی ہمیں انتہائی کوشش کے باوجود بھی کہیں سے ویسی خوشبو دستیاب نہ ہوئی۔ ان کے بدن کی خوشبو بے مثل اور بے نظیر تھی۔

ام عاصم کہتی ہیں کہ میں نے ایک دن اُن سے دریافت کیا کہ یہ خوشبو آپ نے کہاں سے لی ہے۔ اور کس دکان سے ملتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ نہایت سخت بیمار ہوًا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کہ اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ میں اُٹھ کر بیٹھا اور حکم کی تعمیل کر کے قمیص بدن سے اتار دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں پر اپنا مبارک لعابِ دہن لگایا پھر دونوں ہاتھوں کو مل کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر دونوں مبارک ہاتھ پھیر دئے۔ اس لعاب مبارک کی برکت سے بیماری فوراً ہی ختم ہو گئی اور یہ خوشبو اس لعاب مبارک کے اثر سے اب تک باقی ہے۔ معمولی سادہ تیل استعمال کرتا رہتا ہوں کبھی کوئی خوشبو استعمال نہیں کی۔ (الاستیعاب ص۱۲۵)

قبولیتِ دُعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دعا مانگی۔ یا اللہ! میری اولاد کم سن ہے میری موت کو مؤخر فرما دیجئے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ اس دعا کے بعد وہ بیس برس زندہ رہے۔

شعروشاعری چھوڑ کر قرآن پاک سے عشق

شعر و شاعری کی لت بھی عجیب لت ہے۔ ع

چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی

مگر قربان جائیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کہ اُن کی ہر شان نرالی اور ہر ادا اچھوتی تھی۔ حضرت ابوعقیل لبید بن ربیعہ اکابر شعراء میں سے تھے آپ نے اسلام سے قبل اپنے کلام کی دھاک بٹھا دی تھی۔ بارہ ہزار شعر کہے ہیں مگر اسلام لانے کے بعد ایسا قادر الکلام شاعر قرآن پاک کے عشق میں ایسا گم ہوًا کہ شعر و شاعری کا مشغلہ ہی ترک کر دیا۔ صرف اور صرف ایک شعر کہا ہے

الحمد للہ اذ لم یاتنی اجلی
حتیٰ لبست من الاسلام سربالا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا۔ لبید! مجھے اپنے کلام میں سے چند شعر سناؤ۔ حضرت لبید نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھنے کی توفیق دی ہے میں نے شعر و شاعری چھوڑ دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب سُن کر ان کا وظیفہ دو ہزار کی بجائے ڈھائی ہزار کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۱۵۷ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ (الاستیعاب ص۳۰۹) یہ ہے عشقِ قرآن کہ نئے اشعار کہنے تو رہے بجائے خود، اپنے پرانے اشعار بھی زبان پر لانے پسند نہ تھے — بس زبان اب قال اللہ اور قال الرسول ؐ کے لئے وقف تھی۔

دُعا کی معجزانہ قبولیت

حضرت لقیط بن ارطاۃ شامی نے مشرکین سے جہاد کیا اور ۹۹ مشرکین کو اپنی شمشیرِ خارا شگاف سے واصلِ جہنم کیا۔ بدن زخموں سے چوُر ہو گیا فرماتے ہیں میرے پاؤں ٹیڑھے ہوگئے اور زمین پر لگ ہی نہ سکتے تھے سخت تکلیف میں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمائی۔ ادھر ہاتھ مبارک دراز ہوئے ادھر دعا بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت پا گئی۔ اور میں بالکل تندرست ہو کر زمین پر چلنے لگا۔ (اصابہ ص۲۱۰)

دستِ مبارک کی برکت سے کُفر کے جال ٹوٹ گئے

جاء الحق وزھق الباطل کا اعجازی منظر

فتح مکہ کا دن ہے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فضالہ بن عمیر لیثی کے قریب سے ہو کر گذرے۔ اگرچہ فاران کی چوٹیاں کلمۂ حق سے گونج اٹھی تھیں اور حرم شریف کا ذرّہ ذرّہ منوّر ہو چکا تھا مگر فضالہ کا دل ابھی کفر کی تہ بہ تہ تاریکیوں میں

۱۴

اردو ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ

علم اسرارِ دین
یا
فلسفہ شریعت اسلامیہ

شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی ——— محمد مقبول عالم، بی۔ اے

علم اسرارِ دین کے فوائد

احادیث کے مطالعے کے سلسلے میں اس علم کے ماہر کا وہی مقام ہے جو اشعار کے دواوین کے سلسلے میں علم عروض کے ماہر کا، یا حکماء کے براہین کے مطالعے کے لئے منطق کے ماہر کا یا خالص عربی زبان کے کلام کے ماہرین کے سلسلے میں ماہر نحو کا یا فقہاء کی تفریعات (نئے فقہی فیصلے) کے سمجھنے کے سلسلے میں اصولِ فقہ کے ماہر کا۔

علم اسرار دین کا ماہر اس بات سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے کہ اندھیری رات میں ایندھن اکٹھا کرے یا سیلاب میں غوطہ لگاتے یا اس اونٹنی کی طرح ٹامک ٹوئیے مارے جسے اپنے آگے کچھ دکھائی نہ دیتا ہو یا اندھی اونٹنی کی سواری کرے یا جیسے کسی شخص نے کسی طبیب کے بارے میں یہ سن لیا کہ وہ (مریض کو) سیب کھانے کو کہتا ہے، لیکن وہ شخص اندرائن (حنظل) کو ہم شکل اور ہم صورت ہونے کی وجہ سے سیب پر قیاس کر بیٹھا (اور اس کے کھانے کا حکم دینے لگا)

علم اسرار دین میں مہارت حاصل کر لینے کے بعد وہ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (بیّنہ) پا کر اس شخص کی مانند ہو جاتا ہے جسے ایک معتبر شخص نے بتا دیا کہ سنکھیا کھانے سے انسان مر جاتا ہے۔ اس نے یہ بات سن کر مان لی۔ پھر اس نے قرائن سے جان لیا۔ کہ واقعی سنکھیا میں انتہا درجے کی حرارت اور خشکی پائی جاتی ہے جو انسان کے طبعی مزاج کے بالکل مخالف ہے۔ اس سے اس کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا۔

علم اسرارِ دین کا ثبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

احادیث سے علم اسرارِ دین کے فروع و اصول ثابت ہیں۔ صحابہ و تابعین کرام کے اقوال میں اس علم کا اجمال اور تفصیل موجود ہے اور شریعت کے کے مختلف ابواب میں سے ہر ایک باب میں جو مصلحتیں زیر نظر رکھی گئی ہیں مجتہدین نے انہیں نہایت گہرائی تک پہنچ کر پوری طرح سے کھول کر بیان کر دیا ہے اور ان کے پیروؤں میں سے محققین نے اس سلسلے میں بڑی بڑی باریکیاں نکالی ہیں اور ان کے متبعین نے بھی بہت سی تفصیلی باتیں لکھی ہیں۔ چنانچہ اب یہ علم بحمد اللہ اس منزل سے نکل گیا ہے کہ اس میں کلام کرنا اجماع امت کے خلاف سمجھا جائے یا اس راہ میں چلنا اندھیرے میں ٹھوکریں کھانا یا شبہات میں حیران پھرنا کہلائے۔ لیکن (یہ بھی حقیقت ہے کہ) اس موضوع پر بہت کم لوگوں نے لکھا ہے اور کم ہی مصنف ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس علم کی بنیادی باتیں لکھی ہوں، یا اس کے اصول و فروع مرتب کئے ہوں یا کسی نے اس پر اتنی سیر حاصل بحث کی ہو کہ طالب علم کا اطمینان ہو جائے اور اس کی طلب علم پوری ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا۔ چنانچہ عربی دنیا میں یہ مثل مشہور ہے کہ وَ مَنِ الرَّدِيفُ وَ قَدْ رَكِبْتَ غَضَنْفَرًا (جب تو شیر کی سواری کرے تو تیرے پیچھے کون بیٹھ سکتا ہے؟) یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ اس کے اسرار تو وہی شخص جان سکتا ہے جو تمام شرعی علوم کا ماہرِ کامل ہو

اسرارِ دین کے عالم کی خصوصیات

اور فنونِ الٰہیہ میں آخر تک مستقل رائے کا مالک ہو اور اس کے مشرب صافی سے وہی شخص اپنی پیاس بجھا سکتا ہے جس کا سینہ اللہ تعالےٰ نے علم لدنی کے لئے کھول دیا ہو اور اس کا قلب اسرار وہبی سے بھرپور ہو اور ان باتوں کے ساتھ ہی اس کی طبیعت میں رسائی اور ذہن میں روانی ہو۔ وہ تقریر و تحریر میں کامل ہو، دلائل کی توجیہات خوب نکال سکتا ہو۔ اور کلام میں حسن پیدا کر سکتا ہو۔ وہ اصول وضع کرنے اور پھر اصولوں پر فروع کی بنیاد رکھنی بھی جانتا ہو اور قواعد کی تمہید باندھ کر ان کے عقلی و نقلی شواہد لانے سے بھی واقف ہو۔

امام صاحب پر اللہ کی رحمت
اسرارِ دین کا علم دیا گیا

اس بندۂ ناچیز پر اللہ تعالیٰ کی جو عظیم نعمتیں ہیں، اُن میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس علم سے بہرہ ور کیا ہے اور اس میں سے کچھ نصیب فرمایا ہے۔ تاہم میں ہمیشہ اپنی کوتاہیوں کا معترف ہوں اور انہیں تسلیم کرتا رہا ہوں۔ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ (۱۲: ۵۳) (میں اپنے نفس کو پاک قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ یقیناً نفس تو بُری باتوں کا حکم دیتا ہی رہتا ہے)

اس کتاب کی وجہِ تصنیف

واقعہ یہ ہوا

درس قرآن

ایک سچے نبی کا انکار سب نبیوں کا انکار ہے

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ

(سورۂ حجر)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۝ ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ط۔

میرے بھائیو! اور میرے بزرگو! الحمد للہ! آج پھر ہم اللہ تعالیٰ کی بات سننے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہیں۔ اور درس قرآن کی چوتھی سالانہ تقریب کے سلسلے میں اکابر اہل اللہ بھی تشریف فرما ہیں۔ علماء حق، وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید سے واقف، احادیث نبویہ کے ماہر اور اصول اسلامیہ پر پوری طرح سختی کے ساتھ کاربند ہیں۔ میرے بزرگو! قرآن مجید کی اصطلاح میں ان کو "صادق" کہا گیا ہے اور صادقین کا اطلاق ہمارے اپنے نظریئے کے مطابق، بلکہ حقیقت کے اعتبار سے بھی انہی لوگوں پر ہوتا ہے۔ جو لوگ اپنے علم اور عمل دونوں کا مجسمہ ہیں الحمد للہ آج ان بزرگوں کی معیت ہمیں حاصل ہے۔ اور ہم ان کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ ہم ان کے زیر تربیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے جو روحانی برکات ہیں، مجھے بھی آپ کو بھی سب کو اللہ ان سے مشرف فرمائے۔

میرے بھائیو! دنیا میں اگر اخلاقی انقلاب کسی چیز کے ساتھ لایا جا سکتا ہے۔ تو وہ نیک، لوگوں کی معیت ہے۔ صالحین کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ہے اور اُن کے ساتھ اپنی زندگی کو سنوارنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات صحابہ پر جلوہ نما ہوئیں۔ صحابہ نے ان سے اثر پذیری کی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ صحبت تھی۔ صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے سے ان کو دارین کی خوشنودی حاصل ہوئی۔ اس لئے امت کے لئے جہاں اور طریقے بتائے گئے وہاں سب سے بڑا طریقہ یہ بھی ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ رہنا، اہل اللہ کے ساتھ لگاؤ پیدا کرنا، علماء عاملین کے ساتھ ربط پیدا کرنا انسان کے لئے راہ ہدایت کھول دیتا ہے۔

علامہ نووی رحؒ نے ریاض الصالحین میں اس کے متعلق ایک مستقل باب بیان فرمایا کہ علماء حق کے پاس جانا، علماء حق کی زیارت کرنا، ان کے سامنے بیٹھنا اٹھنا ان کے ساتھ اپنا تعلق استوار کرنا۔ یہ انسان کے لئے سب سے بڑا ہادی اور سب سے بڑا رہنما ہے۔ اور اس پر آپ نے حدیثوں کو نقل کیا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو بھی نقل فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کے باوجود کہ آپؐ سید الانبیاء ہیں، سید المرسلین ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)، پھر بھی آپؐ نے تعلیماً للامت یوں بھی کیا کہ کبھی کبھی اپنی دو خادمہ اور دایہ جس نے حضورؐ کی تربیت کی تھی۔ حضرت اُم ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، کے پاس جایا کرتے تھے اور آپ ہی کی سنت کو پھر آپؐ کے جلیل القدر خلفاء ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ نے بھی ادا کیا کہ وہ بھی ام ایمن کے پاس جایا کرتے تھے یعنی اُمت کے سامنے ایک ہدایت کا راستہ پیش فرمایا کہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے صلحاء کے ساتھ بیٹھنا، صلحاء کے پاس جانا، صلحاء کی معیت حاصل کرنا یہ بہت بڑا ذریعہ ہے اور روحانی انقلاب، اخلاقی انقلاب اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

ضمناً حضرت اُم ایمن کا ذکر آگیا۔ صحابیہ ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ہیں۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت بھی آپ نے فرمائی۔ حضرت عبداللہ کی آپؓ خادمہ تھیں اور حضورؐ کو بھی آپؓ ورثے میں ملیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کا بہت بڑا ادب فرمایا کرتے تھے۔ آپؓ کے پاس جایا کرتے تھے اور آپؐ کے بعد آپؐ کے دونوں جانشین، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ بھی آپؓ کے پاس جایا کرتے تھے اُم ایمن مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائیں، آپ کے حالات میں ہے کہ آپ جب تشریف لا رہی تھیں تو سخت گرمی کا موسم تھا اور ویسے بھی عرب میں گرمی ہوتی ہی ہے اور آج سے چودہ سو سال پہلے کا نقشہ آپ دیکھ لیں۔ وہ کیا وقت ہوگا، کتنی گرمی ہوگی، کیسے حالات ہوں گے، کیسا وہ راستہ ہوگا۔ بے آب و گیاہ، تو مدینہ منورہ کے راستے میں آپؓ کو جب شدت کی پیاس لگی تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے لئے　　　. آسمان سے پانی کا نزول فرمایا۔ ایک لوٹے کی شکل میں آپؓ کے پاس پانی کا نزول ہوا۔ آپؓ نے اس پانی کو نوش فرمایا۔ حدیثوں میں سیرت کی کتابوں میں ہے۔ آپؓ کو زندگی بھر پھر کبھی پیاس نہ لگی۔ اُم ایمن سخت گرمی کے دنوں میں بھی روزے رکھا کرتی تھیں تاکہ مجھے پیاس محسوس ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی برکت سے آپؓ کو وہ کمال نصیب ہوا کہ زندگی بھر آپؓ کو پیاس نہیں لگی۔

تو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کی یہ محفل ہر اعتبار سے بہت بڑی نورانی محفل ہے۔ اللہ ان بھائیوں کو بھی جزائے خیر دے، اللہ آپ کو بھی جزائے خیر دے، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ابھی آپ کے سامنے جو آیتیں پڑھی گئی ہیں یہ سورۃ الحجر کی ابتدائی آیتیں ہیں۔ ہمارے اپنے نظام کے مطابق آج سورۃ الحجر شروع ہونے والی ہے، پہلی جو سورۃ تھی وہ سورۃ ابراہیم تھی۔ سورۃ ابراہیم کے آخر میں ربّ العالمین نے اہلِ جہنم کا ایک حال نقل فرمایا۔ قیامت کے دن جہنمیوں سے جو کچھ کہا جائے گا۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے۔ اے جہنم والو! اے جہنم میں داخل ہونے والو! تم نے دُنیا میں اپنی زندگی کو برباد کیا، اور اس کی بربادی کے لئے تم نے مختلف طریقے اختیار کئے تھے۔ ان میں ایک طریقہ یہ بھی تھا وَسَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ (ابراہیم ۴۵) تم نے ان لوگوں کے گھروں میں زندگی گزاری۔ ان کے مساکن میں ٹھہرے جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا۔ میری نافرمانیاں کی تھیں تو اس عذاب کی لپیٹ میں تم دنیا میں بھی رہے۔ اب بھی تم عذاب کی لپیٹ میں ہو۔ سورۃ حجر

میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب حجر کی تکذیب کو بیان فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک واقعہ کی روشنی میں اس ربط کو یوں ظاہر فرمایا ——

ہمارے درس کا چونکہ طریقہ یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی سورۃ کا آپس میں ربط بیان کیا جاتا ہے —— تو سورۃ ابراہیم کے آخر رب العالمین نے اہل جہنم کے جہنمی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی کہ تم نے اپنی زندگی ان لوگوں کے ہاں گزاری، جو دنیا سے نیست و نابود ہو چکے تھے، لیکن ان کے مکانات، ان کے آثار قدیمہ تمہارے سامنے تھے اور تم ان میں رہے۔ تم نے اپنی بود و باش وہاں پر رکھی تو اسی بد اعمالی کا اثر تم پر بھی پیدا ہوا اور اسی بد اعمالی کی سزا میں آج تم جہنم میں دھکیلے جا رہے ہو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو وادیٔ حجر سے آپ کا گزر ہوا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ یہ وہ وادی ہے جس میں قوم ثمود آباد تھی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ یہ وادی مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان ہے۔ جس پر حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اور قوم نے نبی علیہ السلام کی مخالفت کی جس کا مفصل ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ کا عذاب ان پر آیا۔ وہ بستیاں تباہ کر دی گئیں اور آج تک ان میں عذاب کے آثار موجود ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو اس وادی سے آپ کا گزر ہوا تو آپ نے فرمایا (بخاری وغیرہ میں موجود ہے) کہ تم یہاں سے گزرو (خود بھی حضورؐ بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے گزرے) اور حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے چارپایوں کو بھی یہاں سے پانی نہ پلاؤ۔ یہاں سے پانی لے کر آٹا بھی نہ گوندھو۔ یہاں پر قیام بھی نہ کرو اور پھر حضورؐ نے حکم بھی فرمایا کہ دیکھو! جب تمہارا گزر کسی ایسی بستی سے ہو، کسی ایسی جگہ سے ہو، کسی ایسی وادی سے ہو جہاں پر اللہ کے نافرمان رہ چکے ہوں، جہاں پر اللہ کی نافرمانی کرنے والوں نے گزارہ کیا ہو، ان پر عذاب آیا ہو تو وہاں سے گزرتے وقت تم کو رونا چاہیئے۔ تم ایسی حالت میں گزرو کہ تم رو کر گزرو یہ نہ ہو کہ کہیں تم پر عذاب الٰہی نازل نہ ہو جائے۔ تو سورۃ حجر میں اس واقعے کو بیان کیا وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ کہ الحجر والوں نے کہ حجر والوں نے بھی نبیوں کی تکذیب کی اگرچہ تکذیب تو ایک ہی نبی کی تھی جو صالح علیہ السلام تھے۔ لیکن قرآن مجید کی اور اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی ایک نبی کا انکار بھی گویا سب نبیوں کا انکار ہے۔ کسی ایک سچے نبی کا انکار کیا جائے تو وہ انکار صرف ایک نبی کا نہیں ہوتا۔ بلکہ سب نبیوں کا سمجھا جاتا ہے تو وادیٔ حجر کے عذاب کو اس سورۃ میں اجمالی طور پر بیان کیا اور سورۃ ابراہیم کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کے جہنمی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی کہ وہ جہنم میں جلیں گے اور ان سے کہا جائے گا۔ رب العالمین ان سے فرمائیں گے وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: انوارِ صحابہ

غرض تھا آج جبکہ عالم روحانیت سے کہ معظمہ موسم بہار اپنے جوبن پر تھا فضالہ کے دل میں ابھی خزاں کی حکومت تھی۔ بڑے بڑے سرداران قریش ہتھیار ڈال چکے تھے اور امان کی بھیک مانگ رہے تھے۔ اس عالم میں بھی فضالہ اسلام کے خلاف منہ سے کچھ بڑبڑا رہا تھا اور جنگ کا ارادہ کر کے مقابلہ پر آمادہ ہو رہا تھا۔ اچانک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اس طرف تشریف لے آئے اور فرمایا فضالہ اس وقت کیا کر رہا ہے اور دل میں کیا ارادے بنا رہا ہے؟ فضالہ نے کہا کہ میں تو کچھ بھی نہیں کہہ رہا تھا۔ اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ اور اس کی یاد میں مصروف تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرا دیتے اور متبسم لبوں سے یہ جملہ ادا فرمایا ——

استغفر اللہ لک۔ میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور بخشش طلب کرتا ہوں اور ساتھ ہی اپنا مبارک ہاتھ میرے سینہ پر رکھ دیا۔ آہا ہا! وہ مسکراتا ہوا نورانی چہرہ اور یہ شیریں گفتاری اور معجز نما دست شفقت! ابھی آپ نے اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے سے جدا نہیں فرمایا تھا کہ میرا دل نور ایمان سے منور ہو گیا۔ آپ کے متعلق جو دل نفرت سے بھرا ہوا تھا اس نفرت کا کوئی نشان تک بھی باقی نہ رہا بلکہ آپؐ مجھے سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے اور آپ کی محبت ساری محبتوں پر غالب آ گئی۔

(الاصابہ ص۱۴۵) (باقی آئندہ)

بقیہ: قرآن اور اسلام کی عظمت

پاک کی عظمت کی، قرآن پاک کی حقانیت کی آپ کے خلوص اور محبت کی اور بے غرض خدمت قرآن پاک کی حضرت قاضی صاحب ہمارے ہاں بغیر کسی غرض کے بغیر کسی دنیوی مقصد کے محض للّٰہ فی اللہ اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے ان کی نسلوں میں قرآن حکیم کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائیں اور ہمارے یہ معاونین، ہمارے یہ قرآن پاک کے خدام اللہ تعالیٰ ان کی نجات کا اسے ذریعہ بنائیں اور ان کی نسلوں کو بھی اللہ تعالیٰ خدمت قرآن کی سعادت سے سرفراز فرمائیں۔ آپ سننے والے بھائیوں کیلئے میری دلی تمنا اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت زیادہ اپنے انعامات سے نوازیں اور قرآن پاک کو عملاً اپنانے کی توفیق سے سرفراز فرمائیں۔ اور جو جو آپ کی آرزوئیں ہیں اللہ تعالیٰ ساری ہی پوری فرمائیں تاکہ خوش و خرم رہتے ہوئے قرآن پاک کے عملاً قولاً فعلاً بیٹے جاگتے آپ انسانوں کو زندہ قرآن کے نمونے نظر آئیں۔ اور چراغ سے چراغ جلتا ہے انسان انسان سے روشنی حاصل کرتا ہے خربوزہ سے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآن پاک کو اپنانے کی، اسے پڑھنے کی اور پڑھانے کی اسے چار دانگ عالم میں پہنچانے کی اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں لہرانے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

بحث ومذاکرہ

قسط (۳)

مسئلۂ ملکیتِ زمین کا اسلامی تجزیہ

کیا کمیونزم اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟

تحریر: جناب محمد مسعود صاحب

قرآن کریم کی آیات کی یہ تشریح مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمان القرآن میں کی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام انسان خدا کے عطا کردہ وسائل رزق میں بنیادی طور پر برابر کے شریک ہیں کانوں میں جنگلات میں اور دریاؤں کے پانی میں جو کچھ بھی ہے اس کی مالک ریاست ہے تاکہ وہ تمام شہریوں کو ان سے مساوی استفادے کا موقع دے ظاہر ہے کہ پھر زمین بھی جو رزق کی فراہمی کا سب سے بڑا وسیلہ ہے اس پر بھی سب کا برابر حصہ ہونا چاہئے اگر کوئی شخص زمین کے بڑے حصہ پر قبضہ کر لے اور دوسرے کو اس سے رزق حاصل کرنے سے روک دے تو ظاہر ہے کہ اس کا یہ قبضہ قرآن کے اصولوں کے منافی ہو گا۔

یہ ہے ملکیت زمین کے بارے میں قرآن کا اصول، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مسلمانوں میں صدیوں سے ایسے رواج اور اصول رائج رہے ہیں جو قرآن کے اصولوں کے منافی ہیں اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ان غلط اور قرآن کے منافی اصولوں نے قانون کی شکل اختیار کر لی ہے اور اسلام کی اصل روح کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔

قرآن کا اصول اسلام کے معاملے میں حرف آخر ہے۔ لیکن بعض لوگ اس معاملے میں تصدیق اور توثیق کے لئے حدیث کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے میں احادیث سے ایسے حوالے پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام زمینداری سسٹم کی ہرگز حمایت نہیں کرتا اور کسی شخص کے پاس زمین کا کوئی ٹکڑا ہے تو اسے خود کاشت کرنا چاہیئے اور اس کے کسی حصے کو بغیر کاشت نہیں چھوڑنا چاہیئے اگر وہ اس پر کاشت نہ کرے تو چاہیئے کہ وہ اسے کاشت کے لئے کسی دوسرے کے حوالے کر دے لیکن اگر وہ کاشت نہیں کرتا اور نہ کسی دوسرے کو دیتا ہے تو بے شک اسے اپنے پاس رکھے ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں (صحیح بخاری) حدیث کا یہ آخری جملہ ایسے آدمی کے فعل پر اظہار ناپسندیدگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جو نہ زمین کو کاشت کرتا ہے اور نہ اسے کسی دوسرے کو دیتا ہے اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ کسی شخص کو اتنی زمین اپنے پاس نہیں رکھنی چاہیئے۔ جتنی وہ خود کاشت نہ کر سکتا ہو۔ یہی حدیث تھوڑے اضافے کے ساتھ صحیح مسلم میں بھی موجود ہے جس کے مطابق حضور اکرم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص زمین دینے سے انکار کر دے تو پھر بے شک وہ اسے اپنے پاس رکھے لیکن اسے بٹائی پر نہ دے یہ بات واضح ہے کہ رسول اکرم نے زمین کو نقد یا فصل کی بنیاد پر بٹائی دینے کی ممانعت کی اس حدیث کی بناپر عبداللہ بن عمر نے امیر معاویہ کے دور میں جب کہ سرمایہ داری پورے طور پر مسلمانوں میں رواج پا چکی تھی زمین کی بٹائی وصول کرنے سے انکار کر دیا تھا امام اعظم نے بھی جن کے ماننے والوں کو تمام دنیا کے مسلمانوں میں اکثریت حاصل ہے زمین بٹائی پر دینے کی ممانعت کی ہے۔ اس وقت اگرچہ اس میں بظاہر اتنے مفاسد نہ تھے لیکن امام اعظم کی وسعت فکر و نظر قابل ستائش ہے کہ انہوں نے اس طریقے میں پوشیدہ برائیوں کا قبل از وقت اندازہ کیا زمین کو بٹائی پر دینے کے طریقے نے بعد میں کاشت کاروں کو جن مصائب و آلام میں مبتلا کیا اس کا ذکر چھٹی صدی ہجری کے مشہور مفکر ابن تیمیہ نے کیا ہے "آج ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ سب سے تباہ حال پسماندہ اور مظلوم طبقہ کسان کا ہے"۔

حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی زمینداری نظام کی مخالفت کی ہے اس لئے کہ یہ انسانوں کے درمیان عدم مساوات اور کشیدگی پیدا کرتی ہے حضرت شاہ ولی اللہ کے ایک عظیم پیرو مولانا عبیداللہ سندھی حجۃ اللہ البالغہ پر اپنے حواشی میں لکھتے ہیں "ہم امام ابوحنیفہ کے پیرو ہیں جنہوں نے زمین کو بٹائی پر دینے کی ممانعت فرمائی امام ابوحنیفہ کے خیال میں ایک شخص کو صرف اتنی ہی زمین رکھنی چاہیئے جس پر وہ خود کاشت کر سکتا ہو حقیقت یہ ہے کہ مزارعت کا طریقہ خواہ اس کی شکل کچھ ہی کیوں نہ ہو کاشت کاروں کے ساتھ ناانصافی کو جنم دیتا ہے زمیندار اپنی ملکیت میں توسیع کرتے چلے جاتے ہیں کاشت کاروں سے گدھوں اور بیلوں کی طرح کام لیتے ہیں وہ ان پر ہرگز ترس نہیں کھاتے بلکہ انہیں بھوکا مارتے ہیں"

فتح عراق کے بعد عراق میں مفتوحہ اراضی کی تقسیم کے موقع پر بڑا اختلاف ہوا۔ غازیوں نے زمین میں اپنا حصہ طلب کیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے کاشتکاروں کو بے دخل کرنے سے انکار کر دیا اور بالآخر یہ اراضی تمام مسلمانوں کی اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے وقف قرار دے دی گئی۔ امام ابو یوسف کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مزارعت کے قائل تھے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ وہ ہارون الرشید کے قاضی القضاۃ تھے۔ جس کے زمانے میں ملوکیت انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ ان حالات میں امام ابو یوسف کے لئے مزارعت کے خلاف رائے قائم کرنا ممکن نہ تھا۔ اس کے برعکس ان کے استاد امام اعظم کا نظریہ قرآن کے عین مطابق تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ امیر معاویہ کے بعد سے اسلامی مملکت کا سارا نقشہ ہی بدل گیا۔ اور مسلم معاشرے میں ملوکیت اور سرمایہ داری نے راہ پائی تھی۔

ملکیت زمین کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ بالغہ میں فرماتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو زمین اور اس کی پیداوار سے استفادے کی اجازت دے دی اس لئے لوگ حریص ہو گئے اور انہوں نے اپنی ملکیت کی حدود میں توسیع شروع کر دی۔ اس لئے یہ اصول واضح کیا

گیا کہ جو کوئی کسی قطع اراضی پر قابض ہے اُسے بے دخل نہ کیا جائے۔ الایہ کو اس کا قبضہ دوسروں کے لئے نقصان کا باعث نہ ہو۔ زمین ایک مسجد کی طرح ہے جس سے ہر شخص مساوی طور پر استفادہ کر سکتا ہے۔ یہ اس کی ملکیت ہے جو سب سے پہلے اسے زیر کاشت لاتا ہے اور جو شخص اس طریقے پر کسی زمین کو اپنے تصرف میں لائے تو وہ اس کا مالک ہے۔

امام عبدالعزیز شاہ ولی اللہ کے فرزند نے بھی فتاوی عزیزی میں زمینداری سسٹم کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ زمین تمام مسلمانوں کی مشترکہ تصرف کے لئے ہے اور اس اعتبار سے بیت المال کی ملکیت ہے۔ یہ کسی شخص کی املاک نہیں ہے اور زمینداروں کی حیثیت اس کے منتظین سے زیادہ کچھ نہیں اگر جاگیردار اور بااثر لوگ فاضل زمین کو ان لوگوں کے سپرد کرنے سے انکار کریں جو کمزور ہیں اور اللہ کے پیدا کردہ وسائل سے استفادے کا حق رکھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ تمام فاضل وسائل کو اپنے ذاتی فائدے اور عیش و اکرام کے لئے سمیٹ کر رکھ لیں اور ترغیب سے بھی اُسے حقداروں کے سپرد کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ طاقت سے زمین ان کے قبضے سے چھین لے۔ اور اسے محروم لوگوں میں تقسیم کر دے۔ حکومت کا یہ حق اور ذمہ داری اسی طرح ہے۔ جس طرح اس پر ایک مالدار شوہر یا باپ سے اس کی املاک میں بیوی یا بچوں کے لئے گزارہ دلوانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں حکومت وسائل پیداوار اور دولت کی ساری تقسیم کی ذمہ دار ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مسلمان حکمرانوں نے جاگیرداروں کے اقتدار کو ختم کرکے اراضی کاشت کاروں میں تقسیم کی اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرکے اپنی مملکتوں میں توسیع کی۔ پیغمبر اسلام کے وصال کے بعد ایک صدی سے بھی کم عرصے میں اسلام ایشیا افریقہ اور یورپ کے وسیع علاقوں میں پھیل گیا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں فارس و رُوم کی عظیم سلطنتوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ ایک بات تو یہ کہ نبی اکرمؐ کی تعلیمات نے نسلی امتیاز کے بندھن توڑ دیئے اور دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ اسلام نے یورپ کی زمینداری اور جاگیرداری نظام کے تسلط سے لوگوں کو نجات دلائی اور کاشت کاروں کو زمین کی ملکیت کے حقوق عطا کئے۔ فتح سپین کا ذکر کرتے ہوئے سید امیر علی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

سپین کی فتح کے بعد مسلمانوں نے جو سب بڑا کام کیا وہ یہ تھا کہ کاشتکاروں اور مظلوم طبقوں کو بالادست طبقوں کے ظلم وستم سے نجات دلائی۔ اس سے قبل ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا تھا اور مسلمانوں کی آمد کے بعد انہیں پہلی بار انسانوں کا درجہ حاصل ہؤا۔ زر خرید جو اراضی کو کاشت کر رہے تھے۔ مسلمانوں کے اقتدار میں انہیں زمین کی پیداوار سے استفادہ کے حقوق حاصل ہوگئے اور عملاً زمین ان کی ملکیت بن گئی۔

حضرت عمرؓ کے دور میں جب ایران کی عظیم سلطنت مسلمانوں کے زیر نگیں آئی تو حضرت علی کے مشورے پر زیر کاشت اراضی اور کاشت کاروں کے حالات کے بارے میں سروے کیا گیا۔ کاشت کاروں کو زمینداروں کے تسلط سے نجات دلائی گئی اور زمین کاشتکاروں کی ملکیت قرار پائی۔ حضرت عمر کے دور کا ذکر کرتے ہوئے سید امیر علی لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنی دانش مندی کی بدولت یہ محسوس کر لیا کہ مملکت کے استحکام اور اس کی ترقی کا انحصار کاشت کاروں کی فلاح و بہبود پر ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے مفتوحہ علاقوں میں اراضی کی فروخت کی [illegible] کر دی مقامی کاشت کاروں کی اراضی کو عربوں کے قبضے میں جانے سے روکنے لئے انہوں نے ایک مزید اقدام یہ کیا کہ عربوں کے لئے مفتوحہ علاقوں میں کسی مقامی کاشت کار سے زمین حاصل کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی اور مفتوحہ علاقوں کے انتظام میں زراعت و تجارت کے استحکام اور فروغ پر خاص طور پر توجہ دی۔"

میں گزشتہ چند سال میں برابر سوچتا رہا ہوں کہ ہزاروں ایکڑ زمین پر قبضہ رکھنے والے لوگوں نے کس طرح اپنی ملکیت کا جواز پیدا کیا۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے اس حق ملکیت کے لئے تقدس کا درجہ بھی حاصل کر لیا۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ انہوں نے عوام میں قناعت کا ایک منفی تصوّر پیدا کرکے اپنے اس استحصال کے لئے جواز پیدا کیا۔ چند علمائے حق کو چھوڑ کر اس طبقے کے بیشتر لوگ ان کے آلۂ کار بن گئے اور انہوں نے اسلام کا ایسا تصور عوام الناس کے سامنے پیش کیا جو انہیں محرومی پر قناعت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ انہوں نے "صبر" کو یہ معنی پہنائے کہ مظلوم لوگوں کو ظالموں کے خلاف آواز بلند نہیں کرنی چاہیئے۔ لوگوں میں یہ تصور پیدا ہو گیا کہ جو امیر ہے اسے امیر ہی رہنا چاہیئے اور جو غریب ہے وہ غریب ہی رہے گا کیونکہ یہی مشیّت ایزدی ہے۔

حالانکہ اس کے برخلاف حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروں میں غربت و افلاس کو ناپسند فرمایا ہے۔ آپ اس بات کے خواہش مند تھے کہ مسلمان مادی لحاظ سے اسی طرح پھولیں پھلیں جس طرح روحانی طور پر اور جب آپ نے الفقر فخری فرمایا تو اس سے آپ کی مراد یہ نہ تھی کہ ہمیں فقر پر فخر کرنا چاہیئے بلکہ اس فخر سے مراد وہ روحانی کیفیت ہے۔ جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت اور مال و زر کی ہوس سے مکمل طور پر بے نیازی نصیب ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے خدا کے حضور یہ دعا فرمائی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مادی حالات کو بہتر بنا دے اور مسلمانوں کو غربت اور غیروں پر انحصار سے اپنی پناہ میں لے لے پھر ایک حدیث کے مطابق آپ نے ایک بار جب کچھ مسلمانوں کو خستہ حالت میں دیکھا تو بہت افسردہ ہوگئے۔ فوراً مسلمانوں کو جمع کرکے انہیں اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی مدد کرنے کا حکم دیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی بجا طور پر مدد کی گئی ہے تو روئے مبارک خوشی کے جذبات سے سُرخ ہوگیا۔ (باقی آئندہ)

دعائے مغفرت کی درخواست

واہ کینٹ کے درس قرآن کے ایک نہایت صالح نوجوان جناب محمد اشرف علی زیدی صاحب ۴ر جون ۷۰ء بوقت عصر رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

مرحوم نہایت عابد، زاہد اور متقی دوست تھے۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم سے بیعت تھے۔ ذکر و شغل کی بے حد پابندی کرتے تھے۔ قارئین خدام الدین اور خصوصاً حضرتؒ کے خلفاء عظام کی خدمت میں ادب سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا فرمائیں۔

(سوگوار: محمد عثمان غنی)

ملفوظات حضرت رائے پوری

انٹرنیشنل تبلیغی اسلامی مشن لندن عنقریب حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کے ملفوظات، ارشادات شائع کر رہا ہے۔ ان تمام بزرگوں اور دوستوں سے اپیل ہے جن کا تعلق حضرت رائے پوریؒ سے قریب کا تعلق رہا ہے وہ اپنے خیالات، تاثرات اور حضرت رائے پوری کے ملفوظات درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

پاکستان کے پتے:۔

۱۔ حاجی محمد کرامت اللہ عثمانی امیر جماعت ٹیکنیکل پرنٹرز کوچہ حاجی عثمان میکلوڈ روڈ کراچی

۲۔ انٹرنیشنل اسلامی مشن

S.A.RAO

3-NEW STREET SLAITHUAITE

HOODERSFIELD U.K.

چوتھی سالانہ کانفرنس

مورخہ ۱۴ر جون ۷۰ء بروز اتوار صدیقی چوک مری میں جمعیۃ علماء اسلام کی چوتھی سالانہ کانفرنس زیر سرپرستی حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان و نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان منعقد ہو رہی ہے جس میں مولانا محمد اکرم ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب، مولانا قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ملتان، قاضی محمد سلیم صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام لاہور تقاریر فرمائیں گے۔ سید امین گیلانی صاحب کی آمد متوقع ہے۔

خلافت راشدہ کے نظام کے خواہاں جملہ حضرات سے شمولیت کی درخواست ہے۔

(نوٹ) ۱۳ر جون بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء مشرقی جامع مسجد میں مجلس ذکر ہوگی۔

(منجانب جمعیۃ علماء اسلام، مری)

بقیہ: مولانا سید اسعد مدنی

شخصیت اور دنیائے اسلام کے جلیل القدر عالم دین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مولانا سید اسعد مدنی کے اعزاز و اکرام میں یہ اجتماع منعقد کیا جا رہا ہے۔ شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نے تحریک آزادی میں جو عظیم قربانیاں پیش کی ہیں وہ ہماری ملی تاریخ کا زریں باب ہیں۔ مستقبل کا مؤرخ مولانا مدنی کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ شیخ مدنی اگر حضرت شیخ الہندؒ کی رفاقت میں جلاوطنی کے مصائب برداشت نہ کرتے، قید و بند کی جانگداز سختیاں نہ جھیلتے، جزیرہ مالٹا میں حبس و مجبوری کے دکھ نہ سہتے تو آزادی کی منزل مراد کبھی نہ ہوتی۔ (باقی آئندہ)

حافظ نور محمد انور صاحب کی نظم

تنظیم اہلسنت کے ممتاز شاعر حافظ نور محمد انور صاحب کی ایک نظم "الوداع اے عاشق ختم رسل" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ یہ نظم انہوں نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مشہور رہنما جناب ماسٹر تاج الدین انصاری کی وفات پر تحریر فرمائی ہے۔

نظم میں چونکہ ماسٹر صاحب مرحوم کا نام درج نہیں ہے اس لئے اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نظم کس کے لئے تحریر کی گئی ہے۔ قارئین حضرات تصحیح فرما لیں۔

(ادارہ)

جمعیۃ طلبۂ اسلام چکوال کا قیام

مورخہ ۱۴ر مئی کو جامع مسجد کالج والی میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب [illegible] کی زیر سرپرستی جمعیۃ طلبہ اسلام کی تشکیل کی گئی جس میں مولوی محمد سلیم شاہ صدر، مولوی فتح محمد عشق نائب صدر، مولوی عبد العقار ناظم اعلیٰ، مولوی فیض الرحمان ناظم، مولوی حبیب الرحمان خازن متفقہ طور پر منتخب کئے گئے ہیں۔

مختلف طلبۂ اسلام نے تقریریں فرمائیں جن میں جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مرکزی الحاج حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی، قائد ملت حضرت مولانا الحاج مفتی محمود احمد صاحب مدظلہ، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور ہر جمعرات کو ہفتہ وار پروگرام بنایا گیا۔

(ناظم مدرسہ اظہار اسلام)

بقیہ: اردو ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ

کہ مَیں ایک روز نماز عصر کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کئے بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے ظہور فرمایا اور اس نے مجھ پر کوئی چیز ڈال دی جس کی نسبت میرے دل میں آیا کہ کوئی کپڑا ہے

امام صاحب کا ایک کشف جو مجھ پر ڈالا گیا ہے۔ اس حالت میں میرے دل میں یہ بات القاء ہوئی کہ یہ دین کے ایک خاص طرز سے بیان کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اس وقت مَیں نے اپنے سینے میں نور پایا جو دَم بدَم بڑھتا جاتا تھا۔

امام صاحب کا ایک الہام پھر ایک عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ اُس نے اپنے قلمِ عالی سے میرے لئے جو لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ مَیں ایک نہ ایک دن اس کارِ عظیم کے لئے اٹھوں گا اور یہ کہ واشرقت الارض بنور ربہا وانعکست الاضواء عند مغربہا زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی اور اس کی شعاعیں مغرب سے منعکس ہو کر آئیں اور یہ کہ اس زمانے میں شریعتِ مصطفویہ اس منزل میں پہنچ گئی ہے کہ اسے دلائل و براہین کے فراخ لباس میں ملبوس کیا جائے۔

امام صاحب کا ایک خواب پھر مَیں نے سیدنا حضرت امام حسن رض اور سیدنا حضرت امام حسین رض کو خواب میں دیکھا اور اس روز میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ انہوں نے مجھے ایک قلم عطا کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ ہمارے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلم ہے۔

علم اسرار دین پر ایک کتاب لکھنے کے لئے امام صاحب کا ارادہ

مَیں ایک مدت سے اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ مَیں اس فن (اسرارِ دین) پر ایک رسالہ لکھوں۔ جس سے مبتدی کو بصیرت حاصل ہو اور جو منتہی کے لئے یاد دہانی کا کام دے۔ اسے شہری اور دہاتی سب برابر سمجھ سکیں۔ اور عام و خاص مجلسوں میں پڑھا جا سکے۔ لیکن مجھے یہ بات مانع آتی رہی کہ میرے اردگرد اور میرے پس و پیش ایسے منصف مزاج قابلِ اعتماد علماء نظر نہ آتے تھے، جن سے مَیں مشتبہ مسائل پر مذاکرہ کر لیا کروں۔ نیز جب مَیں اپنے

تصنیف کی راہ میں رُکاوٹیں مایۂ علم وفن پر نظر ڈالتا تو اپنے آپ کو ان علوم منقولہ میں جو قرون مقبولہ میں مروّج تھے، کوتاہ دست پاتا۔ پھر یہ بات بھی میرا حوصلہ پست کر دیتی تھی کہ مَیں ایسے زمانے میں ہوں جو جہل و تعصب میں پھنسا ہوا ہے اور ہر شخص اپنی اپنی خواہش کی پیروی میں لگا ہوا ہے۔ اور ہر کس و ناکس اپنی رائے پر نازاں ہے چاہے وہ کتنی بھی نکمی کیوں نہ ہو۔ اور پھر (یہ بھی مشہور ہے کہ) ان المعاصرة اصل المنافرة (ہم عصری نفرت کی جڑ ہے) اور (یہ بات بھی ضرب المثل بن چکی ہے کہ) من صنف قد استهدف (جو شخص کوئی تصنیف کرتا ہے وہ نکتہ چینی کا نشانہ بنتا ہے) اب میری یہ حالت ہے کہ کبھی ایک قدم آگے بڑھاتا اور کبھی ایک قدم پیچھے ہٹاتا، کبھی ایک ڈگ بھرتا اور پھر پیچھے کو لوٹ آتا۔ (مَیں اس شش و پنج میں تھا کہ) میرے معزز بھائی اور مکرم دوست

شیخ محمد عاشق کا عزم شیخ محمد عاشق کو — خدا انہیں تمام حوادثِ زمانہ سے محفوظ رکھے۔ اس علم کی منزلت اور اس کے فضائل کا خیال آیا۔ اُن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات پختہ طور پر بٹھا دی گئی کہ اس علم (اسرارِ دین) کے دقائق معلوم کئے بغیر اور اس کے بلند حقائق جانے بغیر انسانی سعادت تکمیل نہیں پا سکتی اور انہوں نے یہ بھی جان لیا کہ اس علم تک پہنچنے کے لئے شکوک و شبہات سے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اور اس راہ میں اختلافات اور مناقضات سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے اور اس علم میں غور و خوض صرف ایسے شخص ہی کی مدد سے تکمیل کو پہنچ سکتا ہے جو پہلے اس علم کا دروازہ کھٹکھٹا چکا ہو اور ہر طرح مشکلاتِ فن اس کی ایک آواز پر اس کے آگے دست بستہ کھڑی ہوں۔ چنانچہ وہ اس قسم کے عالم کی تلاش میں، جتنا ان سے ہو سکا، شہر شہر پھرے۔ جن لوگوں سے کسی قدر بھلائی کی امید ہو سکتی تھی اُن کے حالات کی تلاش کی اور ان کی بھلائی برائی کا کھوج لگایا۔ اور ان کی علمی گہرائی اور بلندی کی جانچ کی۔ لیکن کوئی شخص نہ ملا جو کام کی بات کرتا یا جس کے بیان سے روشنی حاصل ہوتی۔ جب انہوں نے یہ دیکھ لیا تو وہ مجھ سے اصرار کرنے لگے۔ میرے

شیخ محمد عاشق کا امام صاحب سے اصرار پیچھے پڑ گئے۔ مجھے زور سے پکڑ لیا، میرے گریبان گیر ہو گئے، بلکہ مجھ سے چمٹ ہی گئے مَیں جوں جوں عذر کرتا وہ مجھے حدیثِ لجام سناتے (جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو علم کو چھپاتے گا اسے قیامت کے دن آگ کی لگام چڑھائی جائے گی۔ مترجم) یہاں تک کہ میرا منہ بند کر دیا، میرے سب راستے بند ہو گئے۔ اور میرا کوئی عذر نہ چل سکا۔

(باقی آئندہ)

سالانہ جلسہ

مدرسہ اشاعت القرآن (رجسٹرڈ) متصل [illegible]دی چشتیاں ضلع بہاولنگر کا سالانہ جلسہ حسب دستور سابق امسال بتاریخ ۵، ۶، ۷ رجمادی الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۰، ۱۱، ۱۲ جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ملتِ اسلامیہ کے مقتدر علماء کرام، مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں۔ لہٰذا تمام احباب ملت شرکت فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

(ڈاکٹر نواب دین)

محمد علقمہ قریشی احمد پور شرقیہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے تھے۔ آپ کا رتبہ بہت اونچا ہے۔ آپ میں جوانمردی، دلیری اور زہد غضب کا تھا۔ آپ کی نسبت ایک سچی کہانی ہے۔ جو میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ پیارے بھائیو! تم سب حضرت عمرؓ کو جانتے ہو۔ ایک دن آپ اپنی خلافت کے زمانہ میں عدالت فرما رہے تھے۔ کہ دو نوجوان ایک مجرم کو آپ کے روبرو لائے انہوں نے عرض کی کہ اے امیرالمومنین ہمارا بوڑھا باپ آج اپنے باغ میں پھل جمع کر رہا تھا کہ ہم نے اس کی چیخ سنی اور دوڑے گئے۔ تو باپ کو مردہ پایا لہو اس کے سر سے جاری تھا۔ ارد گرد دور نزدیک سوائے اس شخص کے اور کسی کو نہ پایا۔ ہمارے باپ کا قاتل بجز اس شخص کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہمارا انصاف آپ کے ہاتھ ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے مجرم کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اس بارہ میں کیا کہنا چاہتا ہے۔ ملزم نے کہا یا امیرالمومنین میں صحرا کا رہنے والا شریف باپ کا بیٹا ہوں۔ میرے پاس بہت سے اونٹ ہیں۔ جنہیں میں آج جنگل میں چرا رہا تھا کہ ان کے باغ کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ میری ایک اعلیٰ نسل اونٹنی باغ کی طرف لپکی اور ایک درخت کے پتے کھانے لگی۔ میں یہ دیکھ کر دوڑا تاکہ اونٹنی کو ہٹا دوں لیکن اتنے میں ایک بوڑھا آدمی باغ سے نکلا اس نے پتھر اٹھا کر جو پھینکا۔ تو اونٹنی کی آنکھ میں لگا اور وہ اسی وقت گرتے ہی مر گئی۔ مجھے بہت افسوس ہوا۔ میں ضبط نہ کر سکا میں نے وہی خون سے بھرا ہوا پتھر اٹھا کر بوڑھے کے مارا جو اس کے سر پر پڑا اور بوڑھا اسی دم اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اے خلیفۂ وقت! یہ ہے سچا واقعہ اب جو فیصلہ آپؓ کریں مجھے کوئی عذر نہیں حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا۔ اے اعرابی میں تیری سچائی سے بہت خوش ہوا ہوں۔ لیکن چونکہ تو نے خود جرم کا اقبال کیا ہے۔ اس لئے تین ہی علاج ہو سکتے ہیں۔ خون کے بدلے خون۔ یا فدیہ یا معافی۔ اور جوانوں سے کہا کہ تم ان تینوں باتوں میں سے کسے پسند کرتے ہو انہوں نے عرض کی اے امیرالمومنین ہم تو خون کا بدلہ خون ہی لیں گے۔ اس پر ملزم نے عرض کی کہ مجھے کچھ عذر نہیں۔ مگر میرا باپ مر گیا ہے اور وہ میرے چھوٹے بھائی اور اس کے روپے کو میرے سپرد کر گیا ہے۔ وہ امانت میں نے زمین میں ایسی جگہ گاڑ رکھی ہے جس کا خدا کے اور میرے سوا کسی کو علم نہیں۔ اگر آپ تین دن کی مہلت دیں تو میں بھائی کی پرورش کا انتظام اور اس کا روپیہ کسی کے سپرد کر آؤں۔ اگر آپ کو میرے آنے میں شک ہو۔ تو ضمانت دینے کو تیار ہوں خلیفہ نے فرمایا بہتر۔ تمہارا ضامن کون ہے؟ اس شخص نے حضرت ابوذر غفاریؓ کی طرف اشارہ کیا۔ آپؓ اگرچہ اس شخص سے بالکل واقف نہ تھے۔ لیکن اس پر بھی آپ نے ضامن بننا منظور کر لیا۔

یہ کہہ کر ملزم چلا گیا۔ تیسرے دن کا بہت سا حصہ گزر گیا۔ لیکن ملزم واپس نہ آیا سب لوگ جمع ہوئے دونوں جوان بولے اے امیرالمؤمنین اب تو کوئی دم میں شام ہوا چاہتی ہے۔ ملزم دھوکا دے گیا ہے اور ضامن کو پھنسا گیا ہے مگر ہم تو اپنے باپ کا قصاص ضرور لیں گے۔ ضامن ضرور قتل ہونا چاہیئے حضرت ابوذر غفاریؓ کی موت کا سب کو رنج تھا۔ باری باری سب نے منت خوشامد کی کہ یہ کسی طرح فدیہ پر راضی ہو جائیں اور حضرت ابوذرؓ کی جان بچ جائے۔ مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا آخر حضرت جان دینے کو تیار ہو گئے دن غروب ہو رہا تھا اور کوئی دم میں حضرت کی جان بھی جانے والی تھی۔ کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص دوڑا چلا آ رہا ہے۔ قریب آیا تو اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ گرد و غبار سے جسم اور کپڑے اٹے ہوئے تھے آتے ہی اس نے عرض کی یا امیرالمومنین میں بھائی اور اس کی امانت کو ماموں کے سپرد کر آیا ہوں تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ مرد بد عہد ہو گئے ہیں۔ سب طرف سے تحسین و آفرین ہوئی کہ وعدہ ہو تو ایسا ہی ہو۔ حضرت ابوذرؓ بولے اے امیرالمومنین میں اس نوجوان سے بالکل ہی ناآشنا تھا۔ مگر جب بھری مجلس سے مجھے ضامن چن لیا۔ تو مجھے انکار کرتے شرم آئی تاکہ ایسا نہ ہو لوگ کہیں کہ مرد مروت سے خالی ہو گئے یہ سن کر دونوں جوانوں پر بہت اثر ہوا انہوں نے عرض کی یا خلیفۂ وقت حضرت ابوذرؓ کے موت کا سب کو قلق تھا۔ سب کے چہرے اداس تھے۔ لیکن جونہی یہ حاضر ہوا۔ سب کا غم خوشی سے بدل گیا۔ یہ سچا آدمی ہے۔ ہم خدا کے لئے اپنے باپ کا خون معاف کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ مردوں میں احسان باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر حضرت بہت خوش ہوئے بیت المال سے زر فدیہ دینا چاہا۔ مگر دونوں نوجوانوں نے انکار کر دیا

بھائیو! تم نے دیکھ لیا کہ سچ بولنے اور وعدہ وفا کرنے سے اس کی جان بچ گئی اور لوگوں کی نظروں میں عزت بھی بڑھ گئی۔ ہمیشہ جو وعدہ کرو جہاں تک ہو سکے اس کو پورا کرو۔

صحابہؓ

مضطر گجراتی

خدائے حرم کے تھے سچے غلام
ہمارے نبیؐ کے صحابہؓ تمام
خدا کی اطاعت میں سرگرم تھے
زبان ان کی سچی تھی، دل نرم تھے
وہ رکھتے تھے نیک اور بد کی تمیز
انہیں موت تھی زندگی سے عزیز
وہ راہ خدا میں برابر چلے
ہتھیلی پہ جانوں کو رکھ کر چلے
کسی پر نہ کرتے تھے ہرگز وہ جبر
کوئی رنج دیتا تو کرتے تھے صبر
خدا نے عطا کی فضیلت انہیں
ملی جنتوں کی بشارت انہیں

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن عزیز

دیدہ زیب — نیا حاشیہ — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین سال کی محنت شاقہ اور زر کثیر کی لاگت کے بعد شائع ہو گیا

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲ روپے	۹ روپے

محصول ڈاک ۲ روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔ فرمائش کے ساتھ کل قیمت پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔ تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مولانا سید تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہ

وفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور
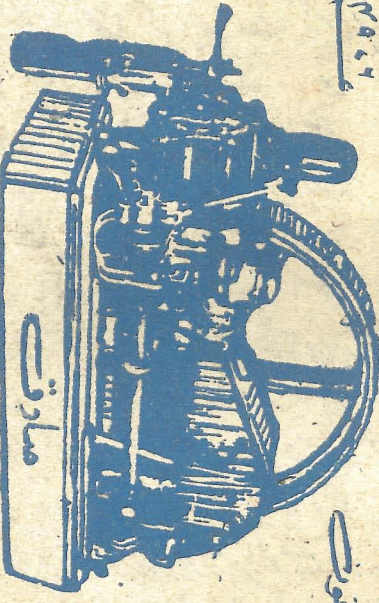
بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
” ” ششماہی ”	..	۶
” ” ”	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	
” ” بحری جہاز ”		۱۵
” ” ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
” بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۳
” ” ” بحری	۸۰	۲۲

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/۶۷-۲-۹-۵۵ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷